"مسک الختام من امجاد الامام"
1444ھ

معارف اعلیٰ حضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

پیشکش
مجلس تحریر و تصنیف

مدیر: سید بلال رضا عطاری مدنی
نائب مدیر: عمران رضا عطاری مدنی بنارسی

کتاب یا رسالے کا نام:

معارف اعلیٰ حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصنف، مؤلف:	متعدّد حضرات
موضوع:	سیرت، سوانح
ناشر:	SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت:	SEPTEMBER 2022
صفحات:	92

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION



اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

مسک الختام من امجاد الامام

1444ھ

المعروف

معارف اعلی حضرت

مجلس تحریر و تصنیف

مدیر: مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی

نائب مدیر: عمران رضا عطاری مدنی بنارسی

IJMALI FEHRIST

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

اہم پیغام

صابیا ورچوئل پبلیکیشن مختلف ذرائع سے موصول شدہ مواد کی اشاعت کر رہی ہے۔ کئی لکھنے والے اپنا سرمایہ ہمیں شائع کرنے کے لیے ارسال فرمارہے ہیں۔ ہم ایک اہم وضاحت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں اور رسالوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ بالکل ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے اور پھر علماے اہل سنت کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی وغیرہ غلطیوں کی تو جو اشاعت خاص ہماری جانب سے ہوتی ہے یعنی وہ کتابیں اور رسالے جو "**ٹیم عبد مصطفی افیشل**" کی پیشکش ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں اور جو ہمیں دوسرے ذریعوں سے موصول ہوتا ہے ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے۔

ٹیم عبد مصطفیٰ آفیشل کی علمی تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

ابتدائیہ

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، پیر طریقت، رہبر شریعت، الشاہ، الحافظ، القاری، المفتی، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ خدائے رحمن عزوجل کی قدرت کا ایک شاہکار، سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علوم و معارف کا ایک سر چشمہ، غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی زندہ کرامت، اولیائے کِرام کے نور نظر اور علمائے عظام کی آنکھوں کا تارا ہیں۔

بلا شبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں کے عقائد و نظریات کی حفاظت کی، عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت میں اضافہ کا سامان فراہم کیا، احیائے سنت کا عظیم کام سرانجام دیا، گستاخانِ رسول کو ناکوں چنے چبوادئے۔ اور اپنے اس مشن کو آگے پھیلانے کے لئے اپنے تلامذہ اور خلفا کی ایک مضبوط جماعت تیار کی جس نے آپ کے مشن کو بڑی عظیم الشان کامیابی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اور الحمدللہ بہت ہی کم عرصہ میں پوری دنیا میں پیغام رضا عام ہوگیا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر محاذ سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر پہرہ دیتے رہے اور آخری دم تک فرماتے رہے:

ع دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

تو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں آپ کا بھی بول بالا فرمادیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عظمتوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اسی کی ترجمانی مرزا شکور بیگ صاحب مرحوم نے یوں کی:

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید اُن کے علم کا درخشاں ہے آج بھی
سب اُن سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

آج پوری جماعتِ اہل سنت، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی احسان مند ہے، اور تا صبحِ قیامت احسان مند رہی گی۔ اور اِس احسان کا بدلہ تو اللہ رب العزت ہی انہیں عطا فرمانے والا ہے۔

البتہ ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ اولیاء کرام اور علمائے عظام کے اعراس کے پُر مسرت موقعوں پر ان کے حالات، واقعات، علمی و عملی خدمات کو عوام کے سامنے اجاگر کرتے تاکہ عوام اہل سنت کے دلوں میں صاحب عرس کی عظمت بیٹھ جائے اور ان کی اتباع کی جائے۔

چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ مختصر سی تالیف ہے جو محسنِ اہل سنت، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک سیرت کے مختلف علمی و عملی پہلوؤں پر مبنی ہے؛ ہاں یہ ہے کہ تنگیِ وقت کے باعث مقالہ جات کی تعداد زیادہ نہ ہو سکی، لیکن الحمد للہ جتنے مقالہ جات ہیں ان کے مطالعہ سے ان شاء اللہ عزوجل قارئین کا دل باغ باغ بلکہ باغِ مدینہ بن جائے گا؛ بالفاظِ دیگر چشمِ ماروشن دلِ ماشاد۔

ہمارے بہت ہی کرم فرما، محترم جناب مولانا معراج الدین رضوی امجدی دامت برکاتہم العالیہ نے اس مجموعہ کا تاریخی نام ''مِسکُ الختام من اَمجادِ الامام'' (یعنی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت و شرافت سے حاصل شدہ مشک) رکھا۔ جس سے تاریخ 1444ھ نکلتی ہے۔ اس کا عرفی نام "معارف اعلیٰ حضرت" ہے

آخر میں، تمام مقالہ نگاران کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کارِ خیر میں اپنا حصہ شامل کیا۔ اور بارگاہِ خداوندی میں دعاگو ہوں کہ خداوندِ قدوس اس مختصر سی کاوش کو مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا ذریعہ بنائے اور ہمیں اپنے لطف و کرم سے دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور بقول شاعر یوں دعاگو ہوں کہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تقریظ

استاذ الاساتذہ **مولانا گل ریز رضا مصباحی** مدظلہ العالی

(استاذ: جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگپور)

جب سے اس دنیا کا وجود ہوا اس فرش گیتی پر ہر زمانے میں عظیم اور قابل قدر شخصیات نے اس عالم کو اپنے وجود مسعود سے سرفراز کیا، مرور زمانہ کے ساتھ بہت سارے افراد کے نام ونشان ذہن و دماغ سے محو ہو گئے، لیکن انہیں عظیم اور قابل قدر شخصیات میں سے ہمیں ایک ایسی ذات بھی نظر آتی ہے جن کے وصال کو سو سال سے زائد ہو چکے ہیں لیکن آج بھی ان کا نام ایسے ہی تابندہ ہے جیسے سو سال پہلے تھا اس عظیم ہستی کو دنیائے اسلام شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے.

وقت کی قلت اور عدم فرصت کے سبب پورے رسالے کا مطالعہ تو نہ کر سکا لیکن جتنا دیکھا خوب پایا امید ہے باقی بھی بہت اعلی ہو گا جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی تحریروں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ان کو دنیاوی واخروی سعادت عطا فرمائے

محمد گل ریز رضا مصباحی مدناپوری، بریلی شریف

استاذ۔ جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور

8 ستمبر 2022

منقبت در شان اعلی حضرت

منقبت در شانِ امامِ اہل سنت والجماعت، مجددِ دین وملت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت باعثِ خیر وبرکت کنزالکرامت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ۔

ہے اٹل فیصلہ صرف نعرہ نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔

کھول کر کان سن لے اے گستاخِ دیں
تو بھی سن لے اے شیطان کے ہم نشیں
کوئی رشتہ ہمارا تمہارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔

ہے ہمارا، مددگار ربِّ صَمَد
پیارے آقا کی ہم کو ہے حاصل مدد
ہم سگانِ رضا بے سہارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔

مسلکِ اعلی حضرت کے نعرے سے چڑھ
عرسِ رضوی کے دلکش نظارے سے چڑھ
ایک پل بھی ہمیں یہ گوارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں

جن کا کھاتے ہیں گیت ان کا گاتے ہیں ہم

دشمنانِ رضا کو جلاتے ہیں ہم
کوئی گستاخ اپنے کو پیارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں
مانتا تُو جو احسانِ احمد رضا
تو بھی پاتا جو فیضانِ احمد رضا
دہر میں پھرتا یوں مارا مارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں
جس میں حبِّ علی کا ہو دعویٰ فقط
وہ جو باقی صحابہ کو سمجھے غلط
چاہیے ہم کو وہ دل خدارا نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں
ہم ہیں بیزار گستاخ و بے دین سے
دینے اغیار کو داد و تحسین سے
جگ میں گستاخِ دیں کا گزارہ نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔
ہم کو فضلِ خدا سے رضا کیا ملے
شاہِ سمناں ملے غوث و خواجہ ملے
اپنا دونوں جہاں میں خسارہ نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔
بہرِ ایماں ضروری ہے حبِّ نبی

بعد ان کے نہ آئے گا کوئی نبی
اس پہ سمجھوتا "راغب" گوارہ نہیں
جو رضا کا نہیں وہ ہمارا نہیں

مصباح الحق قادری راغب

02/9/22

تضمین بر منقبت اعلیٰ حضرت

صاحب کلام: امیر اہلسنت قبلہ حضور الیاس عطار قادری دامت برکاتہ العالیۃ

صاحب تضمین: محمد معراج الدین رضوی ثاقب

۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۴ ہجری

تو محافظ بن کے آیا اے امام احمد رضا
دین و ایماں کو بچایا اے امام احمد رضا
اہل حق کو حق بتا یا اے امام احمد رضا
تونے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

گلشن عشق و وفا کا خوبصورت گل کھلا
تشنگان علم دیں کو علم کا پانی ملا
چل پڑا ہے تیرے پیچھے اہل حق کا قافلہ
تونے باطل کو مٹاکر دین کو بخشی جلا
سنتوں کو پھر جلایا امام احمد رضا

جب چراغ حق ہوا جاتا تھا مدھم ہند میں
چل رہی تھی جب ہوا باطل کی پیہم ہند میں
بڑھ رہے تھے اہل حق کے دل میں، جب غم ہند میں
زور باطل کا ضلالت کا تھا جس دم ہند میں
تو مجدد بن کے آیا اے امام احمد رضا

قید تونے کردیئے نوری کرن تحریر میں
علم کا چمپا گلاب اور یاسمن تحریر میں
فقہ و اِفتاء کا بسایا اک چمن تحریر میں
علم کا چشمہ ہوا ہے موج زن تحریر میں
جب قلم تو نے اٹھایا ہے امام احمد رضا

عاشق شاہ دوعالم نائب غوث الوری
اے امام اہلسنت دین حق کے رہنما
ہے ترے دربار کا ثاقب بھی ادنی سا گدا
ہے بدرگاہ خدا عطار عاجز کی دعاء
تجھ پہ رحمت کا سایہ اے امام احمد رضا

تعارف اعلی حضرت

ازقلم:ابوحامد **عمران رضا عطاری** المدنی (بنارس) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

میرے آقا اعلی حضرت ، امام اہلسنت، ولی نعمت ،عظیم البرکت،عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت ، مجدد دین وملت، حامی سنت ، پیر طریقت ، باعث خیر وبرکت ، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز ہفتہ بوقت ظہر مطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔ سن پیدائش کے اعتبار سے آپ کا نام المختار (۱۲۷۲ھ) ہے۔آپ کا نام مبارک محمد ہے اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

نسب: امام احمد رضا بن مولانا نقی علی بن مولانا رضا علی بن کاظم علی علیہم الرحمہ۔

(سوانح اعلی حضرت ص ۸۷ قادری مشن بریلی شریف)

بچپن شریف:

عموماً ہر زمانے کے بچوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل بچوں کا ہے کہ سات آٹھ سال تک تو انہیں کسی بات کا ہوش نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی بات کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ مگر اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا بچپن بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ کم سنی بجز دسالی (یعنی بچپن) اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ساڑھے چار سال کی تھی اسی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھنے کی نعمت سے بار یاب ہو گئے ۔ چھ سال کے تھے کہ ربیع الاول کے مبارک مہینے میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے موضوع پر ایک بہت بڑے اجتماع میں نہایت پر مغز تقریر فرما کر علمائے کرام اور مشائخ عظام سے تحسین و آفرین کی داد وصول کی۔ اس عمر میں آپ نے بغداد شریف کے بارے میں سمت معلوم کر لی پھر تادم حیات بغداد شریف کی طرف پاؤں نہ پھیلائے۔

حصول علم:

اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان منشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلماء سند المحققین حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل اکیس علوم پڑھے۔ (۱) علم قرآن (۲) علم تفسیر (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) کتب فقہ حنفی (۶) کتب فقہ شافعی و مالکی و حنبلی (۷) اصول فقہ (۸) جدال مہذب (۹) علم العقائد والکلام (جو مذاہب باطلہ کی تردید کے لئے ایجاد ہوا) (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ مدلسہ (۱۸) ابتدائی علم تکسیر (۱۹) ابتدائی علم ہیئت (۲۰) علم حساب تا جمع، تفریق، ضرب، تقسیم (۲۱) بتدائی علم ہندسہ۔ تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ عیسوی کو آپ فارغ التحصیل ہوئے اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتوی لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد نے ذہن نقاد و طبع وقادر دیکھ کر اسی وقت سے فتوی نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کر دی۔

آپ نے تعلیم طریقت حضرت مرشد برحق استاذ العارفین مولانا سید آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالی عنہ سے حاصل کی مرشد برحق کے وصال کے بعد بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم تکسیر و ابتدائی علم جفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالی عنہ سے حاصل فرمایا۔ شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبد العلی رام پوری علیہ الرحمہ سے پڑھا۔ پھر فضل ربانی وفیض نبوی نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے بغیر پڑھے محض خداداد بصیرت نورانی سے حسب ذیل علوم وفنون میں دسترس حاصل کی اور ان کے شیخ و امام ہوئے (۲۴) قراءت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۳۵) سلوک (۲۲) علم اخلاق (۲۰) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تواریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب

ستینی (۳۵) لوغارثمات (لوگارثم) (۳۶) علم التوقیت (۳۷) مناظرہ (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثل مسطح (۴۲) ہیئت جدیدہ (انگریزی فلسفہ) (۴۳) مربعات (۴۴) منتہی علم جفر (۴۵) علم زائرچہ (۴۶) علم فرائض (۴۷) نظم عربی (۴۸) نظم فارسی (۴۹) نظم ہندی (۵۰) انشاء نثر عربی (۵۱) انشار نثر فارسی (۵۲) انشاء نثر ہندی (۵۳) خط نسخ (۵۴) خط نستعلیق (۵۵) منتہی علم حساب (۵۶) منتہی علم ہیئت (۵۷) منتہی علم ہندسہ (۵۸) منتہی علم تکسیر (۵۹) علم رسم خط قرآن مجید۔

(سوانح اعلی حضرت ص۹۹ تا ۱۹۱ قادری مشن بریلی شریف)

حیرت انگیز حافظہ:

حضرت ابوحامد سید مد محدث کچھوچھوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ جب دارالافتا میں کام کرنے کے سلسلے میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا تو رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلی حضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہوجاتے۔ ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات دلچسپ حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی۔ مثلاً ایک سوال آیا دارالافتا میں کام کرنے والوں نے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ نیشتم کا حادثہ دریافت کیا گیا یعنی نے قسم کا معاملہ پیش آیا ہے اور جواب جزئیہ کی شکل میں نہیں مل سکے گا، علمائے کرام کے اصول عائلہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ (یعنی فقہائے کرام رحمہ اللہ السلام کے بتائے ہوئے اصولوں سے مسئلہ نکالنا پڑے گا) اعلی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں! اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟ فرمایا: یہ تو بڑا پرانا سوال ہے۔ ابن ہمام نے ”فت-ح ال-ق-دي-ر“ کے فلاں صفحے میں، ابن عابدین نے رد المحتار“ کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر لکھا ہے)، فتاوی ہندیہ ہیں، ”خیریہ“ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی گئی عبارت میں ایک نقطے کا فرق نہیں۔ اس خداداد فضل و کمال نے علما کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

جناب سید ایوب علی صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز اعلی حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا

کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں ۔ سید ایوب علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اسی روز سے دور شروع کر دیا جس کا وقت غالبا عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ یاد فرمالیا۔ ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا اور یہ اس لیے کہ ان بندگان خدا کا جو میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔

اعلی حضرت رضی اللہ تعالی علیہ خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ کی حالت دیکھ کر تخت تعجب کرتے ۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن ؟ کہ مجھ کو پڑھاتے در لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی !آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں ہاں اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

وفات:

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے 4 ماہ 22 دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر پار 29 سورۃ ال-دہ-ر کی آیت 15 سے سال انتقال کا استخراج فرمادیا تھا۔ اس آیت شریفہ کے علم ابجد کے حساب سے 1340 عدد بنتے ہیں اور یہی ہجری سال کے اعتبار سے سن وفات ہے ۔ وہ آیت مبارکہ میں

(سوانح امام احمد رضا ص ۳۸۴)

25 صفر المظفر 1340ھ مطابق 28 اکتوبر 1921ء کو جمعہ مبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بجکر 38 منٹ (اور پاکستانی وقت کے مطابق 2 بجکر 8 منٹ پر بین اذان جمعہ کے وقت اعلی حضرت نے وصال فرمایا۔

اعلیٰ حضرت علماء حرمین کی نظر میں

از قلم: **محمد حسین رضا اشرفی** المدنی (گورکھپور) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کیا ہی بات ہے، علم و فن کے جس بھی میدان میں نظر کیجئے میرے رضا اس میدان کے شہسوار نظر آئیں گے، فن قرآن ہو یا حدیث، تفسیر ہو یا اصول تفسیر، حدیث ہو یا اصول حدیث، فقہ ہو یا اصول فقہ، علم عقائد، علم مناقب، بلاغت، منطق، علم تجوید و قرات، فن شاعری، فن ادب عربی، فلسفہ، ریاضی، ہیئت، توقیت، علم زائچہ، علم جفر، علم فلکیات، علم صوتیات، علم جغرافیہ، علم سائنس، الغرض جس علم کی بھی بات کی جائے میرے امام اس میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، جس پر آپ کی تصنیفات و تالیفات شاھد عدل ہیں، بلکہ جدید تحقیق کے مطابق امام اہلسنت علیہ الرحمہ کو 562 علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جسے دیکھو وہ آپ کے گیت گاتے ہوئے نظر آتا ہے، عوام ہی نہیں خواص بھی، اصاغر ہی نہیں اکابر بھی، موافقین ہی نہیں مخالفین بھی، صرف علماء پاک و ہند ہی نہیں بلکہ علماء عرب بھی اس فقید المثال امام علم و فن کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

آئیے "شیخ احمد رضا" کے دس حروف کی نسبت سے دس علماء عرب کی زبانی امام اہلسنت کی ثناخوانی سنیے۔

(۱) علامہ فاضل کامل الشیخ سعید بن محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1352ھ) فرماتے ہیں:

الشيخ الإمام، والبحر الهمام، بركة الأنام، وبقية السلف الكرام، أحد الأئمة الزهاد والكاملين العباد، أحمد رضا خان.

(حسام الحرمین ص 106 مطبوعہ دار اهل السنۃ)

(۲) مولانا غلام مصطفے مدرس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم کہتے ہیں کہ میں 1379ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ہمراہ مولانا سید علوی مالکی رحمہ اللہ (مکہ معظمہ) کی بارگاہ اقدس میں

حاضر ہوا، جب اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا

"نحن تلامیذ تلامیذ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان البریلوی رحمہ اللہ"

ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں

توعلامہ سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور پھر ہر ایک سے معانقہ و مصافحہ کیا اور ارشاد فرمایا:

نحن نعرفه بتصنيفاته وتاليفاته حبه علامة السنة و بغضه علامة البدعة.

یعنی: ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو ان کی تصنیفات اور تالیفات کے ذریعہ جانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدعت کی نشانی ہے۔ (امام احمد رضا اور عالم اسلام ص 67)

(۳) علامہ شیخ عثمان قادری المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رضا میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا:

فريد الدهر ووحيد العصر الفاضل الكامل العالم العامل قامع البدعة ناصر السنة المحقق المدقق الامام الهمام لهذا الزمان المولانا الحاج سيدي محمد احمد رضا خان القادري البريلوي.

یعنی: یکتائے زمانہ، یگانہ روزگار، فاضل و کامل عالم و عامل بدعت کو جڑ سے اکھیڑ دینے والے سنت نبویہ کی نصرت کرنے والے محقق و مدقق سردارِ وقت پیشوائے زمانہ مولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص 137)

(۴) مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ کی مقبولیت و محبوبیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

انی مقیم بالمدینۃ الأمینۃ منذ سنین ویأتیھا من الھند الوف من العٰلمین فیھم علماء وصلحاء واتقیاء رأیتھم یدوسون فی سکک البلد لایلتفت الیھم من اھلہ واری العلماء والکبار العظماء الیک مھرعین وبلاجلال الیک مسرعین، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء.

یعنی: میں سالہا سال سے منورہ میں مقیم ہوں، ہندوستان سے ہزاروں لوگ آتے ہیں، ان میں علماء صلحاء اتقیاء سب ہوتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے ہیں، کوئی ان کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا لیکن ان کی (اعلیٰ حضرت کی) مقبولیت کی عجب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علما وصلحاء آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں اور تعظیم بجا لانے میں جلدی کرتے ہیں، اور یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔

(امام احمد رضا اور عالم السلام ص 66)

(۵) مکہ معظمہ میں شیخ الخطباء، کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابو الخیر میر داد علیہ الرحمہ ضعیفی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس نہ آسکے چنانچہ انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یاد فرمایا اور زبانی رسالہ "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" سماعت فرمایا، بوقت رخصت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو وہ بے ساختہ فرمانے لگے:

"انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم"

میں آپ کے قدموں کو چوم لوں میں آپ کی نعلین چوم لوں۔

(امام احمد رضا اور عالم اسلام ص 65)

(٦)شیخ الخطباء کے ہی دلوں کو چھو جانے والے اور محبت رضا کو عروج پہ پہچانے والے تاثرات ہیں کہ:

هو كنز الدقائق المنتخب من خزائن الذخيرة، وشمس المعارف المشرقة في الظهيرة، كشاف مشكلات العلوم في الباطن والظاهر يحق لكل من وقف على فضله ان يقول كم ترك الاول للأخر .

یعنی: وہ باریکیوں کا خزانہ اور محفوظ گنجینوں سے چنی ہوئی ہستی ہے۔ اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے علوم کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا ہے جو اس کے فضل پر آگاہ ہوا اسے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔

وانی وان كنت الاخير زمانة لآتٍ بما لم تستطعه الاوائل

وليس على الله بمستنكر ان يجمع العالم في واحد.

یعنی: اگر چہ اخیر زمانے میں آیا ہوں مگر وہ چیز لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھی۔ خداوند تعالی سے یہ بات محال نہیں کہ وہ ایک شخص میں ایک جہان سمو دے۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص 145)

(٧)مفتی شافعیہ مدینہ منورہ سید احمد بن سید اسماعیل حسینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

العلامة النحرير والعلم الشهير ذو التحقيق والتحرير والتدقيق والتدبير عالم أهل السنة والجماعة جناب الشيخ احمد رضا خان البريلوى"

(حسام الحرمین ص 140 مطبوعہ دار اھل السنۃ)

(٨)مسجد الحرام کے مدرس شیخ علی بن حسین مالکی لکھتے ہیں:

وهو مركز دائرة المعارف اليوم ومطلع كواكب سماء العلوم في

دار القوم عضد الموحدین وعضد المهتدین القاطع بصارم البراهین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرة المولی احمد رضا خان

وہ تو آج دائرہ علوم کا مرکز ہے اور ملت اسلامیہ کے آسمان علوم کے ستاروں کا مطلع ہے مسلمانوں کا یاور و مددگار ہے اور راہ یابوں کا نگہبان و محافظ دلائل و براہین کی تیغ برآں سے گمراہوں اور بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا مینارہ نور ایمان کا بلند کرنے والا حضر مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص148)

(۹)علامہ محمد بن احمد عمری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقد اطلعت على رسالة العالم العلّامة، والمرشد المحقق الفهامة، صاحب المعارف والعوارف، والمنح الإلهية اللطائف، سيدنا الأستاذ عماد الدين وركنه، وعماد المستفيد ومتنه، المنلا الشيخ أحمد رضا خان - أمتع الله بوجوده، وأنار سائر العلوم بأنوار شهوده

(حسام الحرمین ص124 مطبوعہ دار اہل السنۃ)

(۱۰)اب ہم سب سے آخر میں اس ہستی کے تاثرات نقل کرتے ہیں جن کو دنیائے عرب میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے پہلا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے، مسند وقت محدث عرب وعجم فضیلة العلامة الشیخ عبد الحی بن عبد الکبیر الکتانی رحمہ اللہ جن کے بارے میں خود سیدنا اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدث المغرب، جلیل المنصب، السید الفاضل العالم الکامل مولانا السید عبد الحی ابن السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی۔

ترجمہ: محدث مغرب، عظیم منصب والے، سید فاضل، عالم، کامل مولانا سید عبد الحی بن سید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی (اَلْإِجَازاتُ الْمَتِیْنَة لِعُلَمَاءِ بَکَّةَ وَالْمَدِیْنَة، ص: ٦، مطبوعہ المدینہ العلمیہ) اسی کتاب میں امام اہل سنت مزید فرماتے ہیں: المحدث الفاضل، العالم الکامل، السید النسیب، الحسیب الاریب، مجمع الفضائل، منبع الفواضل مولانا السید الشیخ محمد عبدالحی ابن الشیخ الکبیر السید عبد الکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی محدث الغرب بل محدث العجم والعرب .ترجمہ: محدث، فاضل، عالم کامل، نسب وحسب والے سید ماہر، فضائل کے مجمع، عزتوں کے منبع مولانا سید شیخ محمد عبدالحی بن شیخ کبیر عبد الکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی جو محدث مغرب ہیں بلکہ محدث عرب وعجم ہیں۔ (اَلْإِجَازاتُ الْمَتِیْنَة لِعُلَمَاءِ بَکَّةَ وَالْمَدِیْنَة، ص:17، مطبوعہ المدینہ العلمیہ)

اب علامہ کتانی کا فرمان سنیں، علامہ کتانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وحدثنا به الفقيه المسند الصوفي الشهاب احمد رضا علي خان البريلوي الهندي۔ (فهرس الفهارس والاثبات، ج:١، ص:٨٦، مطبوعه دار الغرب الاسلامي)

تلك عشرة كاملة

اے عاشقان رضا معلوم ہوا کہ ہمارے اعلی حضرت کے مداح وثنا خواں فقط علماء عجم ہی نہیں ہیں بلکہ علماء عرب بھی امام احمد رضا کی محبت میں سرشار ہو کر آپ کی گیت گاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند عرب میں ہوا شُہرہ تیرا
وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
مانا عرب نے تجھ کو یگانہ گایا عرب نے تیرا ترانہ
مانے ہے تجھ کو سارا زمانہ حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

اعلی حضرت کی احتیاط فی الدین

از قلم: **عالم عطاری المدنی** تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

بلاشبہ بزرگان دین کی کتابِ حیات کے ہر صفحے میں ہمارے لئے رَہنمائی کے مَدَنی پھول ہوتے ہیں ۔ہمارے بزرگ شریعت مطہرہ کے بہت پابند ہوا کرتے تھے اور اپنا ہر قدم اسلام کی پاس داری میں آگے بڑھایا کرتے تھے۔احتیاط بھی ہمارے اسلاف کی زندگی کا حصہ رہی ہے۔ اگر انسان اپنے معاملات میں احتیاط سے کام نہ لے تو لوگ بدظن ہو کر اس سے متنفر ہو جاتے ہیں اور زندگی میں آگے چل کر آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بالخصوص جب یہ بے احتیاطی کا غیر مناسب معاملہ ایک عالمِ دین کے اندر پایا جائے تو اس سے دین کا بہت نقصان ہوتا ہے۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی زندگی میں ہمیں یہ وصفِ احتیاط نمایاں طور پر باخوبی نظر آتا ہے۔آپ کی حیات طیبہ کے چند احتیاطی واقعات آپ کے پیشِ نظر کرتا ہوں۔

لالٹین جلانے میں احتیاط:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا موسم تھا، عشاء کے وقت ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ گُل کر دیتے (بجھا دیتے) تھے۔جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت (پریشانی) ہوتی تھی۔اور اس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ خارجِ مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا۔اس زمانے میں ناروے کی دیاسلائی استعمال کی جاتی تھی، جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی۔لہذا اس تکلیف کی مدافعت حضور (اعلی حضرت) کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی، کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشہ لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے حضور (اعلی حضرت) کے ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لے جا کر رکھ دی ۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضور (اعلی

حضرت)کی نظر اس پر پڑی ۔ارشاد فرمایا: حاجی (کفایت اللہ)صاحب !آپ نے یہ مسئلہ بار ہا سنا ہو گا کہ مسجد میں بدبودار تیل نہیں جلانا چاہیے ۔انہوں نے عرض کیا: حضور !اس میں انڈی کا تیل ہے ۔(اعلیٰ حضرت نے)فرمایا: راہ گیر دیکھ کر کیسے سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل جل رہا ہے ؟ وہ تو یہی سمجھیں گے کہ دوسروں کو تو فتوی دیا جاتا ہے کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوار ہے ہیں ۔ہاں اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے ،اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے ،تو مضائقہ نہیں ۔چنانچہ حاجی (کفایت اللہ)صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

اس واقعے کو بیان کرنے کے بعد حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے شاگرد ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اگرچہ اس لالٹین میں شرعاً مضائقہ نہ تھا، مگر غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّھَم" بچو اعتراض کے مواقع سے ۔یعنی اگرچہ وہ بات درست ہو مگر لوگوں کو خواہ مخواہ طعن وتشنیع کا موقع اس سے ملتا ہو، اس سے احتیاط کرو۔ نیز اس میں یہ حکمت تھی کہ عامہ مخلصین و معتقدین اس لالٹین کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی سے اس میں مٹی کا تیل جلتا ہوا سمجھ کر یہ غلط بات باور (یقین) کرلیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا ہے تو مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہی ہو گا۔ یہ ہے نشانِ امامت اہل سنت و غلامی سرکار رسالت کا جلوہ۔ وللہ الحمد (حیات اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ۹۸)

اعادۂ نماز کے بارے میں احتیاط:

اِنہیں سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں (یعنی آنکھوں میں تکلیف تھی) ۔اس زمانہ (تکلیف) میں بوقت حاضری مسجد متعدّد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا: سید صاحب !دیکھیے تو آنکھ کے حلقے سے باہر پانی تو نہیں

آیا ہے؟ ورنہ وضو کر کے نماز اعادہ کرنا ہوگی۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۹۸)

رات سخت سردی میں گزاری:

ایک مرتبہ آپ اپنی مسجد میں اعتکاف کے لیے مقیم تھے، سردی کا موسم رات کا وقت اس پر (مزید یہ کہ کافی) دیر سے سخت بارش ہو رہی تھی۔ حضور (اعلیٰ حضرت) کو نماز عشاء کے لیے وضو کی فکر ہوئی، بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؟ بالآخر مسجد کے اندر لحاف کی چار تہ کر کے اسی پر وضو کیا لیکن ایک قطرہ مسجد کے فرش پر نہ گرنے دیا اور پوری رات اس انتہائی سردی اور بارش کے طوفان میں یوں ہی بیداری کی حالت میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر گزاری۔

(فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۱ بحوالہ "مجدد اسلام" از علامہ نسیم بستوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۸۷)

یہ ہے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی احتیاط فی الدین کہ پوری رات سردی میں ٹھٹھرنا تو روا سمجھا لیکن مسجد میں وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی گرنا گوارا نہ کیا۔

اے کاش! ہم بھی اسی طرح احتیاط کے ساتھ زندگی گزارنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اللہ پاک ہمیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا صدقہ نصیب فرمائے، اور تمام معاملات میں ہمیشہ محتاط رہنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے! آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم۔

اعلیٰ حضرت کی تفسیری خدمات

از: استاذالاساتذہ **مولانا محمد معراج الدین ثاقب** رضوی امجدی دام ظلہ العالی

استاذ: جامعۃ المدینہ فیضان عطار-ناگپور

اللہ تبارک تعالیٰ نے ہر دور میں شریعت محمدی علی صاحبھا الصلوۃ و السلام کی حفاظت و صیانت کیلئے ایسی نابغۂ روز گار شخصیات کا انتخاب فرمایا کہ جنہوں نے زمانے کی ضرورتوں کے مطابق اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسلام کی حفاظت و صیانت میں اہم کردار ادا فرمایا، یہ سلسلہ ان شاءاللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

انہیں نابغۂ روز گار شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت، پروانہ شمع رسالت، امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن کی ذات والا صفات بھی ہے۔

امام احمد رضا کا ورود مسعود ایسے نازک دور میں ہوا جس کی ترجمانی کسی شاعر نے اس طرح کی ہے:-

شرک تھا جب ناز کرنا احمدِ مختار پر
نکتہ چیں تھے لوگ علمِ سید ابرار پر
ہر ولی ہر غوث کو بے دست و پا سمجھا گیا
یا رسول اللہ کہنے پر تھا فتوی شرک کا
کفر پر اک دن مشیت کو جلال آہی گیا
میرے آقا کی محبّت کا سوال آ ہی گیا
صورتیں تسکین کی نکلیں دلِ سیماب سے
اک کرن پھوٹی اچانک چرخ پر مہتاب سے
اُس کرن کو اہلِ دل احمد رضا کہنے لگے

امّتِ ختمُ الرسل کا پیشوا کہنے لگے
اُس کرن نے راہِ ایماں کو منوّر کر دیا
پھول تو ہے پھول خاروں کو گلِ تر کر دیا
قوم کے ایمان و حرمت کے نگہباں زندہ
زندہ باد اے مفتیِ احمد رضا خاں زندہ باد

صورت حال کچھ ایسی تھی کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جبہ و دستار میں ملبوس شیطان صفت علماءِ سوء کی پوری ٹیم مختلف انداز میں اسلامی عقائد و نظریات پر شب خون مار رہی تھی، یہ ایسے لوگ تھے جو قرآن، و حدیث، فقہ، و اصول فقہ، تفسیر و اصول تفسیر اور مختلف علوم دینیہ کے حامل تھے، اور ان علوم کو بنیاد بناکر چوطرفہ اسلام پر حملے کررہے تھے۔ کبھی قرآن کے نام پر تو کبھی حدیث کے نام پر، کبھی تفسیر کے نام پر تو کبھی اور دوسرے علوم کے نام پر، ایسے خطرناک وقت میں ضرورت تھی ایک ایسی ہمہ دان وہمہ گیر شخصیت کی جو بیک وقت علم قرآن، علم حدیث، علم تفسیر و علم اصول تفسیر، علم فقہ و علم اصول فقہ اور دیگر علوم دینیہ سے آراستہ و پیراستہ ہوں، تو بمطابق سنت الہیہ ان خوبیوں سے متّصف ایک ذات بریلی کی سر زمین پر پیدا ہوئی۔ جس نے اسلام پر ہونیوالے چوطرفہ حملے کا نہ صرف تن تنہا مقابلہ فرمایا، بلکہ اپنے خامۂ خونخوار و برق بار سے، گستاخان خدا اور سول کے دلوں پر ایسی برق باری فرمائی کہ آج تک ان کے سینوں کے داغ ہرے ہیں اور قیامت تک ان سے خون رستا رہیگا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

آپ نے ہر محاذ پر گستاخان خدا اور سول کے ہفوات کا رد بلیغ فرمایا اور زندگی بھر گلستان محبت رسول کی آبیاری فرماتے رہے۔

آپکے علمی کارناموں کو دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئیں، اور اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی آپکے علم کا لوہا

مان اگران کے علمی کارنامے کی مختلف پہلوؤں کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا جائے، تو اس کیلئے دفاتر بھی کم پڑ جائیں لیکن "مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" کے پیش نظر آج کی میری اس تحریر کا عنوان:

"اعلی حضرت علیہ الرحمہ اور تفسیری خدمات" ہے۔

یوں تو اعلی حضرت رحمہ اللہ پچپن سے زائد علوم میں ید طولی رکھتے تھے۔ جس کے ثبوت کیلئے فتاوی رضویہ میں موجود ان کے رسائل کا مطالعہ کافی ہے۔ لیکن آج کی اس تحریر میں خصوصا اعلی حضرت کی ذات کے اس پہلو کی طرف توجہ مبذول کرائی جائے گی جو علم تفسیر سے متعلق ہے۔

تفسیر کا لغوی معنی کشف اور اظہار ہے اور اصطلاع شرع میں تفسیر کی مختلف تعریف بیان کی گیی ہے چند پیش خدمت ہیں۔

".توضيح معنى الآية و شأنها و قصتها و السبب اللذى نزلت فيه،بلفظ يدل عليه دلالة ظاهرة "(التعريفات للجرجانى)

اعلحضرت کی تصانیف پر اگر طائرانہ نظر ڈالیں تو آپکو باضابطہ تفسیر قرآن پر کوئی مستقل کتاب نظر نہیں آئے گی۔ اس کی وجہ غالبا یہ بتائی جاتی ہے کہ دیگر تصنیفی کاموں اور استفتاء کے جوابات میں مشغولیت کی وجہ سے آپ کی مستقل طور پر تفسیر قرآن سے متعلق کوئی تصنیف نہیں۔

لیکن اس کے باوجود اگر تعصب سے پاک ہوکر ان کی تصانیف کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے، تو اہل فن کو جا بجا علم تفسیر کے ایسے خزانے نظر آتے ہیں کہ جنھیں پڑھ کر عقل دم بخود رہ جاتی ہے۔ اور اپنے تو اپنے، غیر بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

امام احمد رضا کی تفسیری خدمات کی جھلک چار طریقے دیکھی جا سکتی ہے

1 عربی کتب تفسیر پر آپکے گران قدر حواشی سے مثلاً حاشیہ بر تفسیر بیضاوی، حاشیہ بر تفسیر معالم

التنزیل، حاشیہ بر تفسیر الدر المنثور، حاشیہ بر تفسیر خازن وغیرہ۔

2 کسی خاص آیت یا سورہ کی تفسیر سے متعلق آپکی تصنیف شدہ رسائل سے۔

مثلاً: ● انباء الحی بان الکتاب المصون تبیانا لکل شئ ● النفحۃ الفائحۃ من مسلک سورۃ الفاتح ● الصمصام علی مشک فی آیۃ الارحام ● الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی وغیرہا۔

3 کسی خاص استفتاء کے جواب میں۔ مسئلہ مسئولہ کی بابت قرآن کریم کی آیتوں سے برمحل اور اچھوتا استدلال یا اہل سنت اور باطل فرقوں کے مابین مختلف فیہ نظریات و مسائل کے ثبوت میں بکثرت آیات قرآنی سے استشہاد سے۔

4 آپ کے فی البدیہہ املا کروایا ہوا ترجمہ قرآن کنزالایمان سے۔

اخیر کی تینوں صورتوں کی کچھ مثالیں، "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

✿ دوسری صورت یعنی کسی خاص سورت یا آیت کی تفسیر سے متعلق آپکی تصنیف شدہ رسائل کی ایک مثال:

امام کی بارگاہ میں وقت کے ایک مفتی صاحب نے یہ سوال کیا کہ ایک پادری نے اعتراض کیا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت، إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡأَرۡحَامِ ۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٞ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدٗا ۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسُۢ بِأَيِّ أَرۡضٖ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرُۢ [لقمان ۳۰-۳٤] میں فرمایا گیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے، حالانکہ ابھی ایسی مشین اور آلے کا ایجاد ہو چکا ہے، جس سے اس بات کا پتہ لگا لیا جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی؟ جو اس بات پر دال ہے کہ قرآن میں کیا گیا یہ دعوی باطل محض ہے،

پہلے آپ بعینہ وہ سوال پڑھ لیجئے: از عظیم آباد پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ مولانا مولوی قاضی محمد عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی نہم جمادی الاولی ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت اقدس قبلہ وکعبہ مدظلہ دست بستہ تسلیم، اس کے بعد التجا ہے ایک ضروری مسئلہ جلد اندر ہفتہ مدلل ومکمل عقلی ونقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے، عنداللہ ماجور ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور سے ہے یا اناث سے، حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے جس سے سب حال معلوم ہوجاتا ہے اور پتا ملتا ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام علم وفن پہلے اس آیت میں موجود دعوے کی درست وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن میں اس طرح کی اور بھی کئی آیتیں موجود ہیں اور برجستہ سات آیتیں تحریر فرماکر آگے لکھتے ہیں:

آیات کریمہ میں مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ اپنے بے پایاں علوم کے بیشمار اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت اجمالی ذکر فرماتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال، 1. پیٹ رہتے وقت اور 2. اس سے پہلے اور 3. پیدا ہوتے اور، 4، پیٹ میں رہتے اور 5. جو کچھ اس پر گزرا اور 6. گزرنے والا ہے، 7. جتنی عمر پائے گا 9. جو کچھ کام کرے گا 9 جب تک پیٹ میں رہے گا، ۱۰ اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو ایک ایک پرزہ جو صورت دیا گیا جو دیا جائے گا۔ ۱۱ ہر ہر رونگٹا جو مقدار مساحت وزن پائے گا، ۱۲ بچے کی لاغری، فربہی، غذا، حرکت خفیفہ زائدہ، انبساط، انقباض اور زیادت وقلت خون، طمث وحصول فضلات وہوا ورطوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ جو سمٹتے پھیلتے ہیں۔ غرض ذرّہ ذرّہ سب اسے معلوم ہے۔ ان میں کہیں نہ تخصیص ذکورت وانوثت کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی وحصر، تو یہ مہمل ومختل اعتراض پادَر ہوا کہ بعض پادریان پادر بند ہوا کی تازہ گھڑت ہے۔ اس کا اصل منشا معنی آیات میں بے فہمی محض یا حسب عادت دیدہ ودانستہ کلام الٰہی پر افتراء وتہمت ہے۔ قرآن عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا معلوم نہیں کر سکتا کہ نر ہے یا مادہ۔ اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشان دو۔ اور جب نہیں تو بعض وقت بعض اناث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعض جہل طویل وعجز مدید بعض آلات بیجان کا فقیر ومحتاج ہو کر اس فانی وزائل وبے حقیقت نام کے ایک

ذرہ علم وقدرت سے۔ پھر کچھ آگے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ کسی علم کی حضرت عزت عزوجل سے تخصیص اوراس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقاً نفی چندوجہ پر ہے۔

● اوّل: علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو۔

● دوم: علم کا غنا کہ کسی آلہ جارحہ وتدبیر وفکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلاً محتاج نہ ہو۔

● سوم: علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔

● چہارم: علم کا وجوب کہ کبھی کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔

● پنجم: علم کا اثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر وتبدل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو۔

● ششم: علم کا اقصی غایات کمالات پر ہونا کہ معلوم کی ذات ذاتیات اعراض احوال لازمہ مفارقہ ذاتیہ اضافیہ ماضیہ آتیہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے۔

پھر آپ نے تفسیر کا سب سے اعلی درجہ تفسیر القران بالقرآن کے لحاظ سے اس اعتراض کا ایسا دنداں شکن اور مسکت جواب دیا کہ پڑھنے والا پڑھتا رہے اور امام کی قرآن فہمی اور تفسیر دانی پر سر دھنتا رہ جائے۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

✿ تیسری صورت کی مثال

سنہ 1305 ہجری میں امام احمد رضا کی بارگاہ میں ایک استفتاء آیا جس میں یہ سوال کیا گیا کہ وہابیہ نے یہ نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل المرسلین نہیں ہیں، حالانکہ یہ مسئلہ بہت واضح ہے اور مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ یہاں کوشش کی مگر قرآن و حدیث میں دلیل نہ پائی لہذا مسئلہ حاضر خدمت والا ہے، امید ہیکہ بثبوت آیات واحادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں گے۔

اس سوال کے جواب میں امام علم و فن کے قلم کو جنبش ہوئی اور اولاً عقیدہ اہلسنت کی اس انداز میں

وضاحت فرمائی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا، قطعی، یقینی، ایمانی، اذعانی اجماعی، ایقانی مسئلہ ہے اور جس میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بد دین بندہ شیاطین۔

پھر کچھ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا فقیر کو جہاں ایسے صریح مسئلہ پر طلب دلیل نے تعجب دیا وہاں اسکے طرز سوال کو دیکھ کر یہ شکر بھی کیا کہ الحمد للہ عقیدہ صحیح ہے، صرف اطمینان خاطر کو خواہش توضیح ہے۔ اسکے بعد آپ نے اس مسئلے کے ثبوت میں قرآن کی دس آیات کریمہ اور ان آیات کی مرادی معانی کی توضیح کیلئے سو سے زائد آحادیث اور درجن بھر سے زائد معتبر کتب تفسیر کی عبارات پیش فرمادیں۔

اور اس مسئلے کو سورج کی طرح روشن فرمادیا:

● دوسری مثال:

امام کی بارگاہ میں درود تاج میں موجود ایک صیغہ "دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم" کے تعلق سے ایک سوال ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک اس صفت کا اطلاق غیر خدا کیلئے شرک ہے کیا یہ صحیح ہے؟

آپ نے اس مسئلہ کے جواب میں قلم اٹھایا تو پہلے فقہی قواعد کے دریا بہاتے ہوئے اس مسئلے کا الزامی جواب عطا فرمایا اور پھر قرآن مجید کی چھ آیات اور ساٹھ آحادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دافع البلاء ہونا ثابت فرمایا جو چھ آیات پیش کی گئیں ہیں، ان سے امام علم وفن کا مسئلہ دائرہ کے ثبوت میں طرق استدلال قابل دید ہے یہ رسالہ بھی منکرین فضائل نبویہ کے گلوں پر تلوار ہے۔

✿ چوتھی صور کی مثالیں سینکڑوں میں ہیں لیکن بخوف طوالت دو مثال پر اکتفا کرونگا۔

● پہلی مثال:

سورہ بقرہ آیت نمبر ۴۶.. ٱلَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَٰقُوا۟ رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ

اس آیت مبارکہ میں موجود لفظ "یظنون" کا ترجمہ دیگر مترجمین نے عام طور پر اردو میں "خیال" کیا ہے، جو لوگ منطق کی تھوڑی بہت بھی شدبدھ رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ علم کی اقسام میں خیال کا

درجہ بہت نیچے ہے، سب سے اوپر یقین ہے پھر ظن ہے پھر شک ہے پھر خیال ووہم کا درجہ ہے۔
اور اہل علم پر یہ بات روشن ہے کہ ایمان یقین کا نام ہے، ظن اور خیال ایمان نہیں۔ مثلاً کوئی ظن یا خیال کے طور پر اللہ کو ایک مانے یقین سے نہیں تو وہ مومن نہیں کافر ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ بے شک نماز بھاری ہے، مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں اور جو یقین رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے، ان پر نماز بھاری نہیں۔
یہ بات صحیح ہے کہ ظن کا معنی گمان، اور شک و یقین بھی آتا ہے لیکن جن کی تفسیر پر گہری نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ کب لفظ ظن یقین کیلئے اور کب خیال کیلئے آتا ہے اس آیت میں چونکہ مومنین خاشعین کی صفت کے طور پر "یظنون" فرمایا گیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اردو میں یہاں یظنون کا ترجمہ یقین سے کیا جائے نہ کہ خیال اور گمان سے
چند تفاسیر کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:
❁ تفسیر طبری میں ہے:

وَالظَّنُّ هُنَا فِي قَوْلِ الْجُمْهُورِ بِمَعْنَى الْيَقِينِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تعالى ﴿إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلاقٍ حِسابِيَهْ﴾(۱) [الحاقة: ۲۰] وقوله: ﴿فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُواقِعُوها﴾(۲) [الكهف: ۵۳]

❁ تفسیر جلالین میں ہے:

﴿الَّذِينَ يَظُنُّونَ﴾ يُوقِنُونَ

❁ تفسیر قرطبی میں ہے:

قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَظُنُّونَ﴾ "الَّذِينَ" فِي مَوْضِعِ خَفْضٍ عَلَى النَّعْتِ لِلْخَاشِعِينَ، وَيَجُوزُ الرَّفْعُ عَلَى الْقَطْعِ. وَالظَّنُّ هُنَا فِي قَوْلِ الْجُمْهُورِ بِمَعْنَى الْيَقِينِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تعالى ﴿إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلاقٍ

حِسابِيَهْ﴾(۱) [الحاقة:۲۰]

❁ تفسیر نسفی میں ہے:

الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهم مُلاقُو رَبِّهِمْ﴾ أيْ: يَتَوَقَّعُونَ لِقاءَ ثَوابِهِ، ونَيْلَ ما عِنْدَهُ، ويَطْمَعُونَ فِيهِ. وفَسَّرَ يَظُنُّونَ بِيَتَيَقَّنُونَ لِقِراءَةِ عَبْدِ اللهِ: (يَعْلَمُونَ) أيْ: يَعْلَمُونَ أنَّهُ لا بُدَّ مِن لِقاءِ الجَزاءِ فَيَعْمَلُونَ عَلى حَسَبِ ذَلِكَ.

وأمّا مَن لَمْ يُوقِنْ بِالجَزاءِ، ولَمْ يَرْجُ الثَّوابَ كانَتْ عَلَيْهِ مَشَقَّةً خالِصَةً.

خلاصہ یہ کہ تقریبًا تمام معتبر تفاسیر میں یہی ہے کہ اس آیت میں یظنون بمعنی یوقنون ہے۔

اب ان تفاسیر کی روشنی میں دوسرے مترجمین کے ترجموں کا جائزہ لے لیجئے قریب قریب سبھوں نے یظنون کا ترجمہ گمان کرنا، خیال کرنا، ہی کیا ہے

مگر اعلی حضرت کی زبان فیض ترجمان سے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے..

جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے۔

یہ ترجمہ اس بات کا ثبوت ہے کہ امام علم و فن اگرچہ فی البدیہہ یہ ترجمہ املا کروارہے تھے مگر انکی نظر میں درجنوں تفسیری عبارتیں موجود تھیں۔ سبحان اللہ

✿ دوسری مثال:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴۸) [البقرة ٤٨]

اس آیت میں موجود ولایقبل منھا شفاعۃ کا ترجمہ اردو مترجمین نے عام طور یوں کیا ہے:

اور نہ کسی کی شفارش مانی جائے، نہ کسی کی شفاعت قبول کی جائے، نہ کسی کی کسی کے حق میں شفاعت قبول

ہو...وغیرہ

ان تمام ترجمے میں چند طرح کی کمیاں موجود ہیں۔

1. قران کریم کی دوسری وہ آیتیں جن میں شفاعت بالاذن کا ذکر ہے ان آیتوں سے یہ آیت متضاد نظر آرہی ہے۔

2. کئی احادیث جن میں شفاعت کا ذکر ہے ان سے آیت متعارض ہورہی ہے۔

3. ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ھمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں گنہ گار مومنین کی شفاعت فرمائیں گے، تو یہ آیت اس عقیدے کی مخالف نظر آرہی ہے۔اس طرح کی اور بھی خرابیاں موجود ہیں۔

ایسا اس لیے ہوا کہ ترجمہ کرنے والوں نے صرف قرآن کے ظاہر لفظ کو دیکھا اور ترجمہ کر دیا۔

لیکن چونکہ امام علم وفن کی نظر کتب تفاسیر پر تھی، اور وہاں اس بات صراحت موجود ہے کہ یہاں کس طرح شفاعت کی بات ہورہی ہے جو مقبول نہیں ہوگی۔

مثلا چند کتب تفسیر کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

❁ تفسیر طبری میں ہے:

وهذه الآية وإن كان مخرجها عاما في التلاوة، فإن المراد بها خاص في التأويل لتظاهر الأخبار عن رسول الله ﷺ أنه قال: "شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي" وأنه قال: "ليس من نبي إلا وقد أعطي دعوة، وإني اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي، وهي نائلة إن شاء الله منهم من لا يشرك بالله شيئا". (١٩)

فقد تبين بذلك أن الله جل ثناؤه قد يصفح لعباده المؤمنين - بشفاعة نبينا محمد ﷺ لهم - عن كثير من عقوبة إجرامهم

بينهم وبينه(٢٠) وأن قوله: ﴿ولا يقبل منها شفاعة﴾ إنما هي لمن مات على كفره غير تائب إلى الله عز وجل.

❁ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

﴿وَلا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ﴾ يَعْنِي عَنِ الْكَافِرِينَ، كَمَا قَالَ: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ [الْمُدَّثِّر: ٤٨]، وَكَمَا قَالَ عَنْ أَهْلِ النَّارِ: ﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ * وَلا صَدِيقٍ حَمِيمٍ﴾ [الشُّعَرَاءِ: ١٠٠، ١٠١]

❁ تفسیر قرطبی میں ہے:

وَلا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ﴾ [البقرة: ٤٨] قُلْنَا لَيْسَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ عَامَّةً فِي كُلِّ ظَالِمٍ وَالْعُمُومُ لَا صِيغَةَ لَهُ فَلَا تَعُمُّ هَذِهِ الْآيَاتُ كُلَّ مَنْ يَعْمَلُ سُوءًا وَكُلَّ نَفْسٍ وَإِنَّمَا الْمُرَادُ بِهَا الْكَافِرُونَ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ بِدَلِيلِ الْأَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِي ذَلِكَ وَأَيْضًا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَثْبَتَ شَفَاعَةً لِأَقْوَامٍ وَنَفَاهَا عَنْ أَقْوَامٍ فَقَالَ فِي صِفَةِ الْكَافِرِينَ ﴿فَما تَنْفَعُهُمْ شَفاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾(٦) [المدثر: ٤٨] وقال ﴿وَلا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضى﴾(٧) [الأنبياء: ٢٨] وَقَالَ ﴿وَلا تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾(٨) [سبأ: ٢٣]. فَعَلِمْنَا بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ أَنَّ الشَّفَاعَةَ إِنَّمَا تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ دُونَ الْكَافِرِينَ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى "وَاتَّقُوا يَوْماً لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً وَلا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ" النَّفْسُ الْكَافِرَةُ لَا كُلُّ نَفْسٍ.

خلاصہ یہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں کافر کے حق میں شفاعت کو غیر مقبول فرمایا جارہا ہے، ایسا نہیں کہ کسی کے حق میں کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی۔

اب آییے امام کا ترجمہ پڑھئے آپ ترجمہ فرماتے ہیں: اور نہ کافر کے حق میں کوئی سفارش مانی جائے۔
سبحان اللہ، کیا خوب ترجمہ ہے کہ ایجاز بیانی سے کام لے کر سارے اعتراضات کی جڑ ہی کاٹ دی ہے۔

یہ قصۂ لطیف ابھی نا تمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب تھا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حدیث دانی

از قلم: ابو حامد **عمران رضا عطاری المدنی** بنارسی
تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

ایک فقیہ کے لیے جس طرح قرآن کی معانی و مفاہیم پر مطلع ہونا ضروری ہے اسی طرح احادیث پر سند و متن کے اعتبار سے آگاہی اشد ضروری ہے۔ یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قول و فعل اور سنت کو حدیث کہتے ہیں۔ جیسا کہ تدریب الراوی میں ہے:

هو عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَقْوالُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وأَفْعالُهُ وأَحْوالُهُ.

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی جلد ۱، صفحہ ۲۷)

علم حدیث اتنا وسیع فن ہے کہ سو سے زیادہ علوم اس فن میں داخل ہیں۔ کوئی بندہ اپنی پوری زندگی اس فن کے حصول میں صرف کر دینے کے بعد کہیں اس فن میں ماہر ہوتا ہے مگر جب ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی حدیث دانی کی طرف نظر کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، شاعر نے کہا:

ان کی حدیث دانی کا عالم نہ پوچھیے
لگتا ہے کیا روحِ بخاری رضا ہیں

مولانا وصی احمد سورتی علیہ الرحمہ جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے ۴۰ سال تک بخاری شریف کا درس دیا اور جن کو بخاری شریف زبانی یاد تھی اور وقت کے بڑے محدّث تھے ان سے سوال کیا گیا کہ حدیث میں امام احمد رضا کا کیا مرتبہ ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ اس وقت امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں پھر فرمایا: صاحبزادے! اسکا مطلب سمجھا؟ یعنی اگر اس فن میں عمر بھر ان کا تلمّذ کروں تو بھی انکے پاسنگ کو نہ پہونچوں، آپ نے کہا: سچ ہے۔

(جامع الأحادیث مقدمہ جلد1، صفحہ407، مطبوعہ مرکزاہلسنت گجرات)

جب بھی اعلی حضرت کلام کرتے ہیں تو برجستہ ان کی زبان سے احادیث مبارکہ جاری ہوتی ہیں۔
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے ایک مرتبہ سوال ہوا کہ آپ نے حدیث شریف کی کون کون سی کتابیں پڑھی ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا: ﴿مسند امام اعظم، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الخراج ، کتاب الحج، شرح معانی الآثار، مؤطا امام مالك، مسند امام شافعی ، مسند امام احمد، سنن دارمی، بخاری ، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی ، ابن ماجه ، نسائی ، منتهی الجارود، علل متناهیه ، مشکوۃ، جامع کبیر ، جامع صغیر ، منتقی ابن تیمیه ، بلوغ المرام ، عمل الیوم واللیله ،الترغیب والترهیب ، خصائص کبری ، الفرج بعد الشدۃ ،کتاب الاسماء و الصفات ، وغیرها﴾۔ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس و تدریس اور مطالعہ میں رہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند کتب شمار فرما کر پچاس سے زائد کی بات اجمالاً ذکر کردی، یعنی آگے شمار کرنے کے لئے میری تصانیف کا مطالعہ کرو تو واضح ہو جائے گا کہ میں نے علم حدیث میں کن کن کتابوں کو پڑھا اور پڑھایا ہے۔

محترم قارئین یہ بات کہنا آسان ہے اسکی دشواریاں وہی سمجھ سکتا ہے جس نے کسی حدیث کی کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہو گا مذکورہ کتب میں کئی ایسی کتابیں ہیں جو کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہے، اگر ہم مزید گہرائی میں جائیں اور پتا کریں کہ امیر المؤمنین فی الحدیث اعلی حضرت نے اپنے کتب میں احادیث کی کتنی کتابوں کا حوالہ دیا تو سنیں ! مفتی حنیف رضوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں جب راقم الحروف نے تلاش و جستجو شروع کی تو اب تک امام احمد رضا کی ساڑھے تین سو کتب و رسائل میں تقریباً چار سو کتابوں کے حوالے احادیث مبارکہ کے تعلق سے ملے۔

(جامع الأحادیث مقدمہ جلد1، صفحہ409)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ علم

حدیث میں فرد تھے اپنا ہمتا نہ رکھتے تھے اور علم رجال میں ان کو وہ دست گاہ حاصل تھی کہ ایک ایک راوی کے حالات نوک زبان پر تھے اور معنی میں بحث، ناسخ و منسوخ کی تمیز یہ توان کا خاص فن تھا۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کو بہت سے علوم و فنون کے ساتھ حدیث شریف میں بصیرت کاملہ اور مہارت تاکہ حاصل تھی۔

(مصنف اعظم نمبر صفحہ 266، مطبوعہ ماہنامہ پیغام شریعت دہلی)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے علوم حدیث میں جن کتابوں کا مطالعہ فرمائیں ان میں کئی کئی تو بڑی بڑی مجلدات ہیں چند کی مثال دیکھیں:

مسند احمد 40 جلدیں۔ السنن الکبری للبیہقی 9 جلدیں۔ کنز العمال لعلی المتقی 16 جلدیں۔ المعجم الکبیر 22 جلدیں الترغیب والترہیب 4 جلدیں۔ شرح معانی الآثار 4 جلدیں۔ سنن دارمی 4 جلدیں وغیرہ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جب قلم چلتا تو احادیث کے انبار لگا دیتے تھے؛

مثلا: (۱) ایک شخص کا استفتاء اس مضمون کا بھیجا کہ زید درود تاج وغیرہ پڑھنے کو شرک و بدعت کہتا ہے کیوں کہ اس میں حضور سید عالم ﷺ کو "دافع البلاء والوباء" وغیرہ کہا گیا ہے جو کھلا شرک ہے العیاذ باللہ یہ پڑھ کر کلک رضا حرکت میں آیا اور حضور کے دافع بلاء اور صاحب عطا ہونے کو (۳۰۰) تین سَو احادیث کریمہ کے ذریعہ ثابت فرماکر وہابیہ کے خود ساختہ شرک کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملا دیا اور ایسا جواب عطا فرمایا کہ ایک مستقل رسالہ کی صورت اختیار کر گیا جو "الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا" کے نام سے مشہور ہے،

(۲) حضور نبی کریم علیہ الصَّلٰوۃ والتَّسلیم کو بے شمار دیگر فضائل کے ساتھ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ خاتَم المرسلین والنبیین ہیں، سیّدی اعلیٰ حضرت نے جب منکرینِ ختمِ نبوت بالخصوص مرزا قادیانی کی جعل سازیوں اور فتنوں کا قلعہ قمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس موضوع پر " جَزَآءُاللهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَآئِهٖ خَتْمَ

النُّبُوَّة" نامی تصنیف رقم فرمائی جس میں دیگر دلائل کے علاوہ (۱۲۱) ایک سو اکیس احادیثِ طیبات بھی درج ہیں۔

(۳) ایک سُوال آیا کہ بعض لوگ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے افضلُ المُرسلین ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ، اس کے جواب میں سیّدی اعلیٰ حضرت نے فرمایا: حُضور پُرنور سیّدُالمرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا افضلُ المُرسلین سیّدُ الاوّلین و الآخرین ہونا قطعی، ایمانی، اِجماعی، اِیقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندہ شیاطین۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو (۱۰۰) احادیث کے ذریعے روشن و واضح فرمایا اور اس تصنیف کا نام " تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن "رکھا۔

(۴) آپ سے سوال ہوا کہ جمعہ کے دن اذان ثانی کہاں ہو؟ امام احمد رضا محدث بریلوی نے جواب دیا کہ اذان مطلقاً اندورن مسجد مکروہ ہے۔ لہذا اذان اول ہو یا ثانی بیرون مسجد ہی ہوگی، اس کے ثبوت میں ایک کتاب "شَمائم العنبرِفِی اداب النداءِاَمام المنبر" نامی عربی زبان میں تحریر فرماگیے جس میں 45/احادیث مبارکہ ذکر فرماکر ہمیشہ کے لیے سائل کی تشنگی بجھادی ہے۔

(۵) رسالہ التحبیر بباب التدبیر میں آپ لکھتے ہیں: باب تدبیر میں احادیث اتنی نہیں جنھیں کوئی حصر کر سکے، فقیر غفر اللہ لہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالی اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زیادہ آیات و احادیث اس پر ہوسکتی ہے مگر کیا حاجت کہ، آفتاب آمد دلیل آفتاب.

(٦) شریعتِ اسلامیہ میں غَیرُاللہ کے لیے سجدہ تعظیمی ناجائز ہے خود حدیثِ مبارکہ سے اس کی ممانعت ثابت و واضح ہے، اس موضوع پر جب خامۂ رضویہ احادیث ذکر کرتے ہوئے جوش پر آتا ہے تو پوری اربعین تیار ہوجاتی ہے جس کا نام " اَلزُّبْدَۃُ الزَّکِیَّۃ لِتَحْرِیْمِ سُجُوْدِ التَّحِیَّۃ" ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر داڑھی کی ضرورت و اہمیت پر ٥٦ احادیث، والدین کے حقوق پر ۹۱ احادیث اور تصویر کے ناجائز ہونے پر ۲۷ احادیث بطورِ دلیل ذکر فرماگئیں۔

بے شمار مقامات پر مدعیٰ ثابت کرنے کے لیے آپ نے اربعین کو ذکر فرمایا:
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علوم حدیث میں کمال واکمل دسترس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ نے علم حدیث ، اصول حدیث ، شروح حدیث، متون حدیث پر کئی کئی تصانیف باعتبار حواشی و تعلیقات کام فرماکرامت پر احسان عظیم فرمایا۔ نام درج ذیل ہیں:

منیر العین فی تقبییل الابہامین ، الھاد الکاف فی حکم الضعاف ، مدارج طبقات الحدیث ، الفضل الموھبی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی ، افاداتِ رضویہ فی اصول الحدیث ، شرح نخبۃ الفکر، حاشیہ فتح المغیث ، النجم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب ، البحث الباحص، حاشیہ نصب الرایہ ، الروض البھیج ، حاشیہ تقریب التھذیب، تھذیب التھذیب، تھذیب الکمال، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ، الاصابۃ، وغیرہ کتب تو علوم حدیث میں ہے اس کے علاوہ مفتی عبد المبین نعمانی حفظہ اللہ نے ۳۵ سے زیادہ کتبِ احادیث کا نام گناہ جن پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حواشی و تعلیمات لکھی ہیں۔

چند کتب کے نام ملاحظہ فرمائیں: حاشیہ صحیح بخاری ،حاشیہ جامع ترمذی، حاشیہ سنن نسائی، حاشیہ سنن ابن ماجہ ،حاشیہ تیسیر شرح جامع صغیر، حاشیہ مسند امام اعظم، حاشیہ کتاب الحج، حاشیہ کتاب الآثار، حاشیہ مسند امام احمد بن حنبل، حاشیہ شرح معانی الآثار للطحاوی، حاشیہ سنن داری، حاشیہ الخصائص الکبری للسیوطی، حاشیہ کنز العمال، حاشیہ الترغیب والترھیب، حاشیہ القول البدیع، حاشیہ نیل الاوطار، حاشیہ المقاصد الحسنہ، حاشیہ عمدۃ القاری شرح بخاری، حاشیہ فتح الباری شرح بخاری، حاشیہ ارشاد الساری شرح بخاری، حاشیہ جمع الوسائل فی شرح الشمائل، حاشیہ فیض القدیر شرح جامع صغیر، حاشیہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، حاشیہ التعقبات علی الموضوعات، حاشیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، اس کے

علاوہ کئی کتبِ احادیث پر سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے کام کیا ہے۔

جامع الاحادیث حدیث کے موضوع پر حضرت مولانا حنیف خاں رضوی بریلوی صاحب قبلہ کی ترتیب کردہ مجدد مئۃ ماضیہ صاحب حجۃ القاھرہ موئد ملت طاہرہ الشاہ امام احمد رضا خاں حنفی ماتریدی قادری برکاتی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تقریباً تین سو تصانیف سے ماخوذ چار ہزار پانچ سو ۴۵۰۰ احادیث و آثار ۶۰۰ سو مباحث تفسیریہ اور گیارہ سو ۱۱۰۰ سو افادات رضویہ پر مشتمل علوم و معارف کا گنجینہ ہے جو کہ دس مجلدات میں جہازی سائز کے تقریباً ۶۰۰۰ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

حفظ حدیث اور علم حدیث میں مہارت تامہ کا مشاہدہ کرنا ہے تو آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرکے اسکا اندازہ ہر ذی علم کر سکتا ہے۔ ورق ورق پر احادیث و آثار کی تابشیں نجوم و کواکب کی طرح درخشندہ و تابندہ ہیں۔ ماہر لسانیات استاذ گرامی وقار حضرت مولانا یسین اختر صاحب مصباحی لکھتے ہیں؛ محض اپنے حافظے کی قوت سے احادث کا اتنا ذخیرہ جمع کر لینا۔ بس آپ کے لئے انعام الہی تھا۔ جس کے لئے زبان و دل دونوں بیک وقت پکار اٹھتے ہیں، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ المختصر

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
اوروں نے تو لکھا ہے بہت علمِ دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

اعلی حضرت کی اصول حدیث میں مہارتِ تامہ

از قلم: ابو حامد **عمران رضا عطاری المدنی** بنارسی
تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

اللہ پاک نے بے شمار محدثین پیدا فرمائے جن کی زندگیاں حدیث کی خدمت میں گزر گئی انہوں نے محدثین میں ماضی قریب کے مشہور و معروف محدث بریلوی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو سیکڑوں علوم میں مہارت تامہ عطا فرمائی ہے انہی میں سے اصول حدیث بھی ہے جس کو علوم حدیث بھی کہا جاتا ہے اس کے متعلق چند بات آپ کے گوش گزار کی جائیں گی اس سے پہلے یہ جاننا مناسب ہے کہ اصول حدیث کہتے کسے ہیں چنانچہ علامہ سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تدریب الراوی میں لکھتے ہیں: عِلْمٌ بِقَوانِينَ يُعْرَفُ بِها أحْوالُ السَّنَدِ والمَتْنِ. ایسے قوانین کا جاننا کس کے ذریعے سند و متن کے احوال کو جانا جاسکے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قواعد اور راوی و مروی کی حالت جاننے کا نام علم حدیث ہے۔

(تدریب الراوي في شرح تقريب النواوي جلد 1، صفحہ 226، مطبوعہ دار طیبہ)

۱۳۰۱۳ھ میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے تاسیسی جلسہ میں علمائے سہارنپور، لاہور، کانپور، جونپور، رامپور، بدایوں کی موجودگی میں حضرت محدث سورتی کی خواہش پر حضرت فاضل بریلوی نے علم حدیث پر متواتر تین گھنٹوں تک پر مغز اور مدلل کلام فرمایا۔ جلسہ میں موجود سارے علمائے کرام نے حیرت و استعجاب کے ساتھ سنا اور کافی تحسین کی۔

مولانا خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے تقریر ختم ہونے پر بے ساختہ اٹھ کر حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی دست بوسی کی اور فرمایا: کہ اگر اس وقت والد ماجد ہوتے تو وہ علم حدیث میں آپ کے تبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے اور انہی کو اس کا حق بھی تھا۔ محدث سورتی اور

مولانا محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے بھی اسکی پر زور تائید کی۔
(جامع الأحادیث جلد 1، صفحہ 407)

اس واقعہ سے حفظ حدیث اور علم حدیث میں آپ کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر علماء کے جم غفیر میں بھی آپ کا محدثانہ مقام ہر ایک کو مسلم تھا۔

پیارے اسلامی بھائیوں تقریر کرنے سے پہلے تیاری کی جاتی ہے مواد جمع کیا جاتا ہے، مگر اعلی حضرت نے بغیر کسی تیاری کے وہ بھی اصول حدیث پر جو کہ خود ایک مشکل فن ہے، تین گھنٹے تقریر کرنا آپ کی علم حدیث میں عبقریت کی واضح نشانی ہے۔ اسی بنا پر علماء عرب نے آپ کو "خاتم الفقہاء والمحدثین" اور شیخ المحدثین علی الاطلاق جیسے لقب سے یاد فرمایا۔ یہ تو اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے سمندر کی ایک چھوٹی سی نہر ہے ورنہ اعلی حضرت نے فتاوی رضویہ میں جو علم کے دریا بہائے ہیں اس کو آپ خود مطالعہ کر کے دیکھ سکتے ہیں۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اصول حدیث کے موضوع پر منیر العین فی حکم تقبیل الاِبھامین کے نام سے، ۲۹ سال کی کم عمر میں، زبردست اور تحقیقی رسالہ لکھا۔ جس میں علم کے گوہرِ نایاب نظر آتے ہیں حالاں کہ عام طور پر اس میں تو علم میں پختگی بھی میں نہیں آتی۔ مگر میرے امام اسے مستثنی تھے۔

شیخ الحدیث مفتی حسان صاحب فرماتے ہیں: دوران طالب علمی جب نزہۃ النظر پڑھتے تھے تبھی سے اس فن میں دلچسپی تھی الحمد للہ، میں نے عرب علماء کو پڑھا ہے کہ جن کی عمر علم حدیث پڑھتے پڑھاتے گزر گئی انہوں نے جو تحقیق آج پیش کی ہی وہی تحقیق اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے سیکڑوں سال پہلے پیش فرمادی تھی۔ میں نے اس رسالہ کے صرف دو فوائد کی وضاحت کی تو ۲۵۰ صفحات بن گئے اگر مستقل منیر العین کی شرح لکھی جائے تو ۱۲، ۱۵ جلدیں تیار ہو سکتی ہیں، اور جس انداز میں آپ نے علم حدیث کی کتب پر حواشی وتعلیقات لکھیں یقیناً یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی فرماتے ہیں: علم حدیث کا نا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی

ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر، اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔

علم حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم رجال کا ہے، اعلی حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کے جرح و تعدیل کے جو الفاظ بیان فرماتے اٹھاکر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تزہیب میں وہی لفظ مل جاتا، اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔ (جامع الأحادیث جلد 1، صفحہ 407)

مولانا رحمٰن خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں: امام احمد رضا تخریج میں ید طولی کے مالک تھے، اس فن میں الروض البھیج فی آداب التخریج قلم بند فرمائی اگر اس فن میں اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو پھر آپ کو اس فن کا موجد کہنا چاہیے۔

اللہ پاک ان کے علم کا صدقہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، یارب العالمین! * بجاہ سید المرسلین۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعلیٰ حضرت اور منظوم فتویٰ نویسی

از قلم: سید **بلال رضا صادق عطاری المدنی**
تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر زمانے میں علم و ہنر کی چند ایسی گراں قدر ہستیاں پیدا فرماتا ہے جو مرجعِ عوام و خواص ہوتی ہیں۔ جن کے قدموں میں زمانہ جھکنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جن کی شہرت کے ڈنکے شرق سے غرب تک بجتے ہیں۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے تیرہویں صدی میں ایک ایسی آفاقی ہستی اور عبقری شخصیت کو منصہ شہود پر جلوہ گر فرمایا کہ جن کے علم و عرفاں کی بلندیوں، تحقیق و تدقیق کی گہرائیوں اور فہم و فراست کی باریکیوں کو دیکھ کر وقت کے بڑے بڑے علما، فضلا اور عقلا انگشت بدنداں ہو گئے۔ جن کی فقاہت، حدیث دانی اور فہمِ قرانی وغیرہ کو دیکھ کر فقہا، محدثین، مفسرین اور متکلّمین نے ان کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ جن کی منطق و فلسفہ، علم و حکمت اور فہم و فراست کے آگے ارسطو، فارابی، ابن سینا، نیوٹن اور آئینسٹائن جیسے عظیم عقلا بھی اپنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے نظر آنے لگے۔ جن کے شعر و سخن کی نزاکتوں، بلاغت و فصاحت کی بالائیوں کو دیکھ کر مرزا غالب، ڈاکٹر اقبال، میر تقی میر، اکبر الہٰ آبادی اور داغ دہلوی جیسے عظیم شعرا بھی سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے نظر آنے لگے وہ شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ اللہ پاک کے مقبول بندہ، رسول کریم کے سچے نائب، معقولات کے بحرِ ذخار، منقولات کے دریائے ناپیدا کنار، دولتِ فقہ و درایت میں امیر المومنین، وزیر المجتہدین، مجددِ دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، حامی سنت، ماحی بدعت، فانی فی اللہ، باقی باللہ، معجزۃ من معجزاتِ رسول اللہ، اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، الحافظ، القاری، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک ذات ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زندگی کا اصل مشغلہ تو فتویٰ نویسی تھا لیکن انہیں شعر و ادب میں

بھی کامل دسترس حاصل تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سوالات کے جوابات جہاں نثر میں عطا فرمائے ہیں وہیں نظم میں بھی عطافرمائے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جو نظم کی صورت میں فتوی نویسی کے جوہر دکھائیں ہیں ان کو اس مضمون میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئ ہے۔

یاد رہے کہ شاعری ایسا فن ہے جس میں تخیلات، اشارات، کنایات،، محاورات اور استعارات کا سہارا لیا جاتا ہے جبکہ فتوی نویسی میں ان چیزوں کو پسِ پشت ڈال کر قرآن و حدیث، اجماع و قیاس اور فقہا، محدثین اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں جوابات دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس فن کی طرف بھی رخ کیا اس فن کا پورا پورا حق ادا کیا۔

چنانچہ نواب سلطان احمد خان صاحب بریلوی نے سجدہ تلاوت کے بارے میں بصورت نظم (اشعار کی صورت میں) مسائل دریافت کیے ان اشعار کے ذریعہ:

عالمانِ شرع سے ہے اس طرح میرا سوال دیں جواب اس کا برائے حق مجھے وہ خوش خصال

گر کسی نے ترجمہ سجدہ کی آیت کا پڑھا تب بھی سجدہ کرنا کیا اس شخص پر واجب ہوا؟

اور ہوں سجدے تلاوت کے ادا کارنے جسے پھر ادا کرنے سے ان سجدوں کے وہ پہلے مرے

پس سبکدوشی کی اس کے شکل کیا ہوگی جناب؟ چاہیے ہے آپ کو دینا جواب باصواب

(فتاوی رضویہ جلد8ص238)

نواب سلطان صاحب نے ان چار اشعار میں دو مسائل دریافت کیے۔

(1) اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت کی آیت کا ترجمہ پڑھے تو کیا اس پر بھی سجدہ واجب ہو گا؟

(2) اگر کسی کے ذمہ کئ سجدے واجب ہوں اور وہ ادا کیے بغیر مر جائے تو اب اس کے ذمے سے وہ واجب کیسے ساقط ہوں گے؟

اب امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ملاحظہ فرمائیے جو حیرت انگیز بھی ہے اور قابل دید بھی۔ ایک ایک شعر شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہونے کے ساتھ ساتھ شعریت کا رنگ و آہنگ بھی کسی گوشے

سے مجروح ہونے نہ پایا۔ مزید حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس بحر میں سوال ہوا یعنی بحرِ رمل مثمن محذوف الآخر/مقصور الآخر (یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/فاعلان) آپ نے بھی اسی بحر میں جواب عنایت فرمایا۔ دونوں سوالوں کے جواب میں پانچ پانچ اشعار تحریر فرمائے۔ پہلے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

ترجمہ بھی اصل سا ہے وجہ سجدہ بالیقیں
فرق یہ ہے فہمِ معنیٰ اس میں شرط اس میں نہیں
آیت سجدہ سنی جانا کہ ہے سجدہ کی جا
اب زباں سمجھے نہ سمجھے سجدہ واجب ہوگیا
ترجمہ میں اس زباں کا جاننا بھی چاہیے
نظم معنیٰ دو ہیں ان میں ایک تو باقی رہے
تاکہ من وجہ صادق ہو سنا قرآن کو
ورنہ اک موجِ ہوا تھی چھوگئی جو کان کو
ہے یہی مذہب بہ یفتیٰ علیہ الاعتماد
شامی از فیض و نہر واللہ اعلم بالرشاد

ان اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ آیت کے ترجمہ کا حکم آیت ہی کی طرح ہے البتہ فرق اتنا ہے کہ آیتِ سجدہ محض سننے سے ہی سجدہ واجب ہو جاتا ہے خواہ آیتِ سجدہ ہونے کا علم ہو یا نہ ہو۔ جبکہ ترجمہ سے اسی وقت سجدہ واجب ہوگا جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے اور اگر معلوم نہ پڑے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ یہی مفتیٰ بہ مذہب ہے، اسی پر اعتماد ہے اور علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فیض المولیٰ اور نہر الفایق کے حوالے سے یہی تحریر فرمایا ہے۔اب دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سجدہ کا فدیہ نہیں 'اشباہ' میں تصریح کی
صیر فیہ 'میں اسی انکار کی تصحیح کی
ہتے ہیں واجب نہیں اس پر وصیت وقتِ موت
فدیہ گر ہوتا تو کیوں واجب نہ ہوتا جبرِ فوت
یعنی اس کا شرع میں کوئی بدل ٹھہرا نہیں
جز ادا یا توبہ وقتِ عجز کچھ چارہ نہیں
یہ نہیں معنی کہ نا جائز ہے یا بے کار ہے
آخر اک نیکی ہے نیکی ماحیِ اوزار ہے
قلته اخذاً من التعليل فی امر الصلاۃ
وھو بحث ظاھر والعلو حقا للالہ

ان اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ الاشباہ میں اس بات کی صراحت ہے اور فتاویٰ صیرفیہ میں اس کی تصحیح کی گئی ہے کہ کسی کے ذمہ کئ سجدے باقی تھے اور اس کا انتقال ہو گیا تو اب اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں۔ہاں اگر اس کی طرف سے کوئی فدیہ ادا کر دیا جائے تو یہ ناجائز نہیں ہو گا بلکہ فدیہ دینا تو ایک نیکی ہے اور نیکی گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ سبحان اللہ! غور فرمائیں کہ یہ فتوی کتنی خصوصیات کا جامع ہے۔(1) شعر و شاعری کے تمام تقاضے پورے کرنا۔(2) فتوی نویسی کے اصولوں کا خیال رکھنا۔(3) جس بحر میں سوال ہو اسی بحر میں جواب دینا۔(4) مفتٰی بھی اقوال پیش کرنا۔ (4) حوالہ جات ذکر کرنا مع اسماءِ مصنفین (5) اصطلاحات کا استعمال کرنا۔(6) جس ترتیب سے سوالات ہوں اسی ترتیب سے جوابات دینا۔(7) اختلافات، ترجیحات اور تصحیحات کی طرف اشارہ کرنا۔ اور مزید خصوصیات ہیں جو اہل علم و ہنر پر منکشف ہوتی ہیں۔ یہ تھے امام اہل سنت علیہ الرحمہ جن کے علوم و فنون نے ساری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا جس پر خود تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں:

ملکِ سخن ک ی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اللہ پاک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی قبر پر کروڑوں انوار و تجلیات کی بارش نازل فرمائے اور ہمیں ان کے علم کا صدقہ عطا فرمائے۔

اعلی حضرت اور دلائل کی کثرت

از قلم: حافظ **بلال رضا عطاری المدنی** کانپوری تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

مجدد اعظم اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم تھا کہ آپ کو فقہی جزئیات پر ایسی مہارت عطا ہوئی جس پر آج بھی عقلیں حیران ہیں، آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر ایسے دریا بہائے گویا عمر بھر اسی علم پر کتب بینی فرمائی، جس مسئلے کی تحقیق فرماتے تو کچھ اس طرح جزئیات کے انبار لگا دیتے کہ وقت کی کمی قلم روک دیتی مگر جزئیات ختم نہ ہوتے، وہ مسائل جن پر اب تک علماء کوئی فیصلہ نہ کر سکے تھے کسی نے سکوت کیا تو کسی نے لا اَعْلَم (نہیں معلوم) کہا، مگر اس فقیہ فقید المثال نے ان مسائل کو بھی حل فرما دیا۔ یہ سب محض ہوا میں تیر چلانا نہیں بلکہ اس پر آپ کی اسم بامسمی تصنیف "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" منہ بولتا ثبوت ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں آپ نے جو تبحر علمی کا مظاہرہ فرمایا اس کو بیان کرنے کے لئے تو دفتر درکار، یہاں ان میں سے صرف "دلائل کی کثرت" پر کچھ جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

• ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں سوال ہوا کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

اس پر آپ نے اعادہ کے عدم جواز پر تقریبًا 57 صفحات کا رسالہ "النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز" تحریر فرمایا جس میں تقریبًا 50 کتابوں سے متن و شروحات اور فتاویٰ کی تقریبًا 200 عبارات پیش کیں اور نماز جنازہ کی تکرار کے ناجائز و گناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع ثابت کیا۔

• اسی طرح سجدہ تعظیمی کے بارے میں سوال ہوا کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: لوگ تو رنگ رنگ کی چہل (40) حدیث لکھتے ہیں فقیر سجدہ تعظیم حرام ہونے پر چہل حدیث لکھتا ہے، پھر اس پر آپ نے 146 صفحات کا رسالہ "الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ" تحریر فرمایا جس میں سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے پر 40 احادیث 150 کتابوں

اور 200 نصوص سے ثابت کیا کہ سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔

• اُس وقت کے علماء کرام بھی کثرت دلائل کی پیاس اِس بحر ناپید اکنار کی بار گاہ میں آکر ہی بجھایا کرتے، ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا کرامت اللہ خان صاحب نے آپ کی بار گاہ سے فتویٰ طلب کیا کہ زید کہتا ہے حضور ﷺ کو دافع البلاء کہنا شرک ہے۔

تو اس پر مخزن علم و حکمت اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے 154 صفحات پر مشتمل رسالہ "الامن والعلي لناعتي المصطفي بدافع البلاء" تحریر فرماکر 60 قرآنی آیات اور 300 احادیث سے ثابت کیا کہ ہمارے آقا سید الانبیاء ﷺ اللہ پاک کی عطا سے بلاؤں کو دور فرمانے والے، امت کی پریشانی دور کرنے اور مدد کرنے والے ہیں۔ الحمد للہ

• آپ کی بار گاہ میں مسئلہ پیش ہوا کہ مُردوں کا سننا سمجھنا حق ہے یا نہیں ؟

اس پر آپ نے عقلوں کو حیران کرتے ہوئے 208 صفحات پر مشتمل رسالہ "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" تحریر فرمایا اور علم کے دریا بہاتے ہوئے دلائل کے انبار لگادیے، 75 حدیثوں اور 375 اقوال ائمۂ دین و علماء کاملین و خود بزرگانِ دینِ منکرین سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے۔

جب اللہ عزوجل کے بارے میں غلط نظریات قائم کیے جانے لگے تو امت مسلمہ کے عقائد و نظریات کی حفاظت کرتے ہوئے 101 صفحات پر مشتمل رسالہ "قوارع القهار علی المجسمۃ الفجار" تحریر فرمایا جس میں بطور ضرب 250 دلائل دے کر ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ جسم اور مکان سے پاک ہے۔

• عقیدۂ علم غیب پر جب امت مسلمہ کو الجھانے کی کوشش کی گئی تو کلک رضا سے دلائل کی ایسی نہریں جاری ہوئیں جس سے عرب و عجم کے علماء بھی سیراب ہوئے، آپ نے علم غیب مصطفٰی ﷺ کی وضاحت کرتے ہوئے 120 دلائل پر مشتمل 67 صفحات کا رسالہ "خالص الاعتقاد" تحریر فرمایا جبکہ سیکڑوں دلائل دیتے ہوئے "الدولة المكية بالمادة الغيبية"، "ازاحة العيب بسيف

الغیب"، "انباء المصطفی بحال سر وأخفی"، اور "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیء "تحریر فرمایا۔

• ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب جبکہ مٹھی سے کم کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، اس پر آپ نے 18 آیات 72 احادیث اور 60 اقوال فقہاء نقل فرماتے ہوئے 89 صفحات پر مشتمل رسالہ "لمعة الضحی فی اعفاء اللحی "تحریر فرمایا۔

• ختم نبوت کے منکرین کو جواب دیتے ہوئے 150 صفحات اور 150 دلائل پر مشتمل رسالہ "جزاء اللہ عدوہ بإبائه ختم النبوة "تحریر فرما کر ثابت فرمایا کہ ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، جو آپ کے زمانے میں یا بعد کسی کو نبوت ملنا جائز جانے وہ کافر ہے۔

اب چونکہ فتاویٰ رضویہ میں سوالات کرنے والوں کی کثیر تعداد خود جلیل القدر علماء ہی کی ہے، اس لیے مجدد اعظم اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی بڑی علمی بحثیں چند جملوں میں ہی سمیٹ کر آگے بڑھ گئے، جن کو اگر تفصیل سے کوئی بیان کرنا چاہے تو ایک صفحہ کے دس صفحات یا اس سے زائد ہو جائیں۔

کئی مقامات پر آپ نے کثیر دلائل تو نقل فرمائے مگر آپ کے نزدیک وہ کثیر دلائل بھی بطور اختصار ہوتے، جس کا اندازہ آپ کے رسائل پڑھنے کے بعد آخر میں کہی گئی بات سے لگایا جاسکتا ہے۔

• جس میں سے ایک رسالہ "التحبیر بباب التدبیر" بھی ہے جس میں آپ نے مسئلہ تدبیر پر فقط 20 صفحات میں 15 آیات، 35 احادیث اور کثیر نصوص و جزئیات نقل فرما کر ثابت کیا کہ انکارِ تدبیر کس قدر اعلی درجہ کی حماقت، اخبث الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح اعراض اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض ہے، اور رسالے کے آخر میں آپ فرماتے ہیں: فقیر غفر اللہ تعالی لہ دعوی کرتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالی اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر ہو سکتی ہیں مگر کیا حاجت کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ (سورج کی دلیل خود سورج ہے)

(رسائل رضویہ ج:۳۰ص:۳۵۲، امام احمد رضا اکیڈمی)

پیارے آقا سید الانبیاء ﷺ کا تمام اولین و آخرین کے سردار ہونے اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہونے پر دلائل کی بات آئی تو آپ نے 155 صفحات پر مشتمل رسالہ "تجلی الیقین بانّ نبینا سید المرسلین" تحریر فرمایا جس میں 10 قرآنی آیات، 100 سے زیادہ احادیث اور سینکڑوں ضمنی دلائل بڑی آسانی کے ساتھ درج فرما دیے، جبکہ ہزاروں دلائل آپ کے پیش نظر تھے، جس کا اظہار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنھما میں دلائل جلائل قرآن و حدیث سے جو اکثر بحمد اللہ استخراج فقیر ہیں نوے 90 جز کے قریب ایک کتاب مسمی بہ "منتھی التفصیل لمبحث التفضیل" لکھی جس کے طول کو ممل خواطر سمجھ کر "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" میں اس کی تلخیص کی، پھر کہاں وہ بحث متناہی المقدار اور کہاں یہ بحر ناپیدا کنار، اللہ اللہ العظمۃ للہ!

بلا مبالغہ اگر توفیق مساعد ہو اس عقیدے کی تحقیق مجلدات سے زائد ہو، مگر بقدر حاجت و وقت فرصت، قلب مؤمن کی تسکین و تثبیت اور منکر بد باطن کی تحزین و تبکیت کو صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں پر اقتصار مطلوب۔

(رسائل رضویہ ج:۲،ص:۴۷،امام احمد رضا اکیڈمی)

سینکڑوں دلائل دینے کے بعد رسالے کے آخر میں آپ نے فرمایا:

الحمد للہ کہ کلام اپنے منتہیٰ کو پہنچا، اور دس آیتوں سو حدیثوں کا وعدہ بہ نہایت آسانی بہت زیادہ ہو کر پورا ہوا اس رسالہ میں قصداً استیعاب نہ ہونے پر خود یہی رسالہ گواہی دے گا کہ تیس سے زائد حدیثیں مفید مقصد ایسی ملیں گی جن کا شمار ان سو میں نہ کیا۔ تعلیقات تو اصلاً تعداد میں نہ آئیں۔ اور ہیکل اول میں بھی زیر آیات بہت حدیثیں مثبت مراد گزریں، انہیں بھی حساب سے زیادہ رکھا۔

(رسائل رضویہ ج:۲،ص:۱۹۳،امام احمد رضا اکیڈمی)

۱۲۶ صفحات پر مشتمل رسالہ "الاحلیٰ من السکر لطلبۃ سکر روسر" تحریر فرمایا جس میں 10 ایسے مقدمات بیان فرمائے کہ ہزاروں مسائل حل ہو جائیں، مقدمہ ثانیہ میں خود فرماتے ہیں: یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیمہ ہے جس پر ہزارہا احکام متفرع، یہاں تک کہ کہتے ہیں تین چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبتنی، اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا وہ صدہا وساوسِ ہائلہ وفتنہ پردازیٔ اوہامِ باطلہ ودست اندازیٔ ظنونِ عاطلہ سے امان میں رہا۔ (رسائل رضویہ ج:۹ص:۱۳۰، امام احمد رضا اکیڈمی)

ایسا تحقیقی رسالہ لکھنے کے بعد آخر میں فرمایا: حرمت والے ذی قعدہ کے آخر میں تین دن کے اندر قلم اس کی تحریر سے فارغ ہو گیا۔۔۔ باوجودیکہ میں گمراہ لوگوں کے رد اور دوسرے امور میں قلبی طور پر مشغول تھا، اللہ بزرگ وبرتر کے لئے حمد ہے۔

(رسائل رضویہ ج:۹ص:۲۵۰، امام احمد رضا اکیڈمی)

• حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا، اس پر کثیر دلائل نقل کرتے ہوئے 48 صفحات کا رسالہ "هدي الحيران في نفي الفيء عن سيد الاكوان" تحریر فرمایا جس کے آخر میں آپ فرماتے ہیں: یہ چند سطریں جس طرح خدا نے چاہا، غم واندوہ کے اجتماع اور امراض وعوارض کے ازدحام کے باوجود دو جلسوں میں تحریر کی گئیں، دل چاہتا ہے کہ زلف سخن دوسری کنگھی سے سنواروں، مگر کیا کروں اس اندھی بستی میں وطن سے دور ہوں، کتابیں پاس نہیں، یہاں سوائے شفاء نسیم الریاض، مطالع المسرات اور بعض کتب فقہ کے کوئی کتاب موجود نہیں، ورنہ آنکھ والے دیکھتے جو دیکھتے۔

(رسائل رضویہ ج:۳۳ص:۲۳۰، امام احمد رضا اکیڈمی)

• اسی طرح تصویر کے متعلق 101 صفحات کا تحقیقی رسالہ "عطایا القدیر في حکم التصویر" تحریر فرمانے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں: اچانک جلدی میں کیا ہوا کام ایک رسالے کی صورت میں معرض وجود میں آ گیا۔

(رسائل رضویہ ج:۲۷ص:۳۷۳، امام احمد رضا اکیڈمی)

اللہ اکبر! یہ ہے آپ کا اچانک اور جلدی میں کیا گیا کام جو 100 صفحات کی تحقیقات پر پھیلا ہوا ہے، اگر

اس پر اہتمام فرماتے تو ضرور کئی جلدیں تیار ہو جاتیں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم تھا کہ کثیر دلائل آپ کو مستحضر تھے جب کبھی حاجت پڑتی تو بغیر کتاب دیکھے محض اپنی یاد داشت کی مدد سے حوالے نقل کر دیا کرتے، فتاویٰ رضویہ میں تین سوال پر مشتمل ایک فتویٰ طلب کیا گیا جس میں آپ نے بغیر کتاب دیکھے 6 جزئیات نقل فرمادیے، فتوے کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

هذا كله ما قلته تفقها والفقير الآن متنزه على جبل بعيد عن وطني وكتبي فإن أصبت فمن ربي وعنده العلم بالحق وهو حسبي (یہ جو کچھ میں نے کہا ہے محض فہم کی بنا پر کہا ہے اس وقت میں دور ایک پہاڑ پر تفریح میں ہوں، اپنی کتب اور وطن سے دور ہوں، لہذا اگر یہ درست ہو تو میرے رب کی طرف سے ہے اور اس کے پاس ہی حق کا علم ہے، وہی مجھے کافی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج:۹ص:۱۷۵،امام احمد رضا اکیڈمی)

سگِ درِ اعلیٰ حضرت نے یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے، خوف طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں، اگر "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ اس طرح کے نظاروں سے عقلوں کو حیران کرنے کا موقع ملے گا۔ الحمد للہ

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیے
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی
الفاظ بہہ رہے ہیں دلیلوں کی دھار پر
چلتا ہوا قلم ہے کہ دھارا رضا کا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی مخزن علم وحکمت، اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے علم وعمل کا صدقہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اعلی حضرت اور رد بدعات و منکرات

از قلم: ابوماجد **محمد شاہد مہتاب عطاری** المدنی
(پٹنہ بہار) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علمی، عملی، تحقیقات و تدقیقات اور اصلاحات کے جو انمول موتی اپنی تصانیف میں لٹائے ہیں, ان کا اعتراف صرف اپنوں کو ہی نہیں, غیروں کو بھی ہے آپ نے اپنے قلم کو جس فن میں بھی اٹھایا، اس میں علم و ہنر کا دریا بہا دیا، ایسا محسوس ہوتا کہ آپ اس فن کے امیر المومنین ہیں۔

آپ نے اپنی پوری زندگی دین کی تبلیغ، سنت کا احیا اور بدعات و منکرات کے رد میں لگا دیا، پھر بھی اس کے باوجود مخالفین نے آپ ہی کے سر یہ الزام رکھ دیا کہ انھوں نے بدعات کو فروغ دیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے شان الوہیت اور بارگاہ رسالت میں ان کی بدکلامیوں پر لگام دینے کی کوشش کی اور ان کی گستاخیوں پر شدید گرفت فرمائی تو وہ حیران و پریشان ہو گئے اور "الٹا چور کو توال کو ڈانٹے" کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ امام احمد رضا اور ان کے عقیدت مند حضرات مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور بدعات و منکرات کو فروغ دیتے ہیں اس موضوع پر آپ کی خدمات کو علماء نے کتابی شکل دی ہے چند ایک نام یہ ہیں:

* "رد بدعت اور امام احمد رضا" از: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
* "فاضل بریلوی اور امور بدعت" از: سید محمد فاروق القادری صاحب
* "امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات" از: علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب۔

یہ کتابیں بہت جامع اور مفید ہیں۔

آیئے چند مثالوں کے ذریعہ اس کا اندازہ لگاتے ہیں؛

ماہ محرم الحرام میں سواری بٹھانا

ماہ محرم الحرام میں سواری اپنے مکان پر بٹھا لینے کے حوالے سے پوچھا گیا:

ارشاد فرمایا: سواری مذکور بٹھانا اور اس سے منتیں مانگنا بدعت جُہّال ہے؛ کہ فسق عقیدہ یا فسق عمل سے خالی نہیں۔ اور اہل بدعت وفساق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔ (امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات صفحہ ۲۵۷)

آخری بدھ

صفر کے آخری چہار شنبہ سے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی، اسی وجہ سے اس روز کھانا و شیرنی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علی ہذا القیاس اس روز کو نحس ونامبارک جان کر گھر کے پرانے برتن توڑ ڈالتے ہیں اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟

ارشاد فرمایا: آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس دن صحت یابیٔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کا کوئی ثبوت۔ بلکہ مرضِ اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی۔ اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل وبے معنی ہیں (امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات صفحہ ۳۶۰)

مزارات پر عورتوں کا جانا

عورتوں کا مزارات پر جانے کے حوالے سے پوچھا گیا:

ارشاد فرمایا: غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضہ انور (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں، وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے۔

(امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات صفحہ ۲۷۰)

نامعلوم مزار پر فاتحہ پڑھنا

جس شہید یا اولیاء اللہ کے مزار کا معلوم نہیں اس پر فاتحہ کرنے کے حوالے سے پوچھا گیا: ارشاد فرمایا: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ مسلمان کی ہے یا کافر کی۔ اس کی زیارت کرنی فاتحہ دینی ہر گز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب۔ اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر..... تو جو امر سنت و حرام یا مستحب و کفر میں متردد ہو وہ ضرور منوع و حرام ہے

(امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات صفحہ ۳۱۵)

داڑھی کی مقدار

داڑھی منڈانے والا اور خسخسی کرانے والا فاسق ہے یا نہیں اس حوالے سے پوچھا گیا:

ارشاد فرمایا: داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں ۔اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔

(امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات صفحہ ۳۵۱)

ان چند مثالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کس شاندار انداز سے رد بدعات و منکرات کیا اور اپنا فرض منصبی بحسن و خوبی ادا کیا؛ بلکہ تمام امت مسلمہ کو باطل عقائد و نظریات سے بچانے کے لیے ایسی تحریریں اور تصنیفیں چھوڑیں، جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اللہ پاک ہمیں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعلیٰ حضرت اور عشق رسول

از قلم: ابوماجد **محمد شاہد مہتاب عطاری** المدنی
(پٹنہ، بہار) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

یہ بات مسلّم ہے کہ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی سے محبت کرتا ہے۔ جب کہ عشق و محبت کی یہ داستانیں عموماً عشق مجازی سے متعلق ہوتی ہیں۔ اور یہ محبت دنیا وآخرت کی رسوائی کا باعث ہوتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی ذات بابرکات سے محبت اور عشق کیا جائے جو شان ایمان، جان ایمان، روح ایمان بلکہ اصل ایمان ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(بخاری شریف، کتاب الایمان، ج 1 ص 12 دار طوق النجاۃ)

یقیناً یہ وہ ذات ہے جس پر مرمٹنا زندگی کی اصل معراج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام و اولیاے کرام کی پوری زندگی عشق رسول سے عبارت ہوا کرتی تھی اور ان کے افعال و کردار سے عشق رسول کا ایسا شمع فروزاں ہوا کرتا تھا جس کی لو صبح قیامت تک مدھم نہیں ہو سکتی۔ اور عشق و محبت کی یہ داستان فقط وہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اور چودھویں صدی میں ایک ذات ایسی بھی گزری ہے جنکو عاشق ماہ نبوت، پروانہ شمع رسالت جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ ذات کوئی اور نہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ ہے

جو امتیازی خصوصیت کے اعتبار سے بہت سوں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔آپ کی ذات بابرکات متعدّ د وصاف و کمالات کی بحر بیکراں تھی۔آپ جہاں ایک بہت بڑے عالم دین،محقق،مدقق مفسر،محدث،مفتی،سائنس داں،ماہر لسانیات اور فقیہ و مجدد تھے وہیں آپ ایک بہت بڑے عاشق رسول بھی تھے۔

آپ علیہ الرحمہ عشق کے اس بلند مقام پر فائز تھے جہاں شرارِ عشق سے نشیمن آباد ہوتے ہیں، جہاں حرکت نفس سے ادب کے چراغ جلتے ہیں، جہاں آتش سینہ سے بوے کباب آ رہی ہوتی ہے،جہاں جمال محبوب،کمال محبوب،اور خیال محبوب کے سوا کچھ نہیں۔

جبھی تو کوثر نیازی نے کہا کہ"جب اردو زبان میں آنحضرت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ مراد لی جاتی ہے اور جب اعلیٰ حضرت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلام اور عاشق امام احمد رضا فاضل بریلوی کی شخصیت مراد لی جاتی ہے۔

اور حضرت صاحبزادہ ہارون رشید صاحب ارشاد فرماتے ہیں"اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر قول اور ہر فعل عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح لبریز معلوم ہوتا ہے گویا خالق کل نے آپ کو احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقوں کے لئے شمع ہدایت بنایا ہے تاکہ یہ مشعل اس جادہ پر چلنے والوں کو تکمیل ایمان کی منزل سے ہمکنار کر سکے۔

(پیغامات یوم رضا ص ۲۷)

کہنے کو تو ہر شخص دعوی کرتا ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق ہے لیکن یاد رکھئے عشق و محبت کی کچھ نشانیاں اور کچھ علامتیں ہوتی ہیں اگر کسی میں وہ نشانیاں پائی جائیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ سچا عاشق ہے۔امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے لیل ونہار کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ نشانیاں آپ کی ذات بالا صفات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

(۱) نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر ادا سے محبت:

ایک سچے عاشق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کو اپنے محبوب کی ہر ادا پیاری، ہر انداز دل کش لگتا ہے۔ اور وہ اس انداز کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کے اتباع اور اس کی ذات کی مرافقت کو اپنے لئے لازم کر لیتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اپنے دعوے محبت میں جھوٹا ہے۔ اسی مضمون کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے جسے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة. ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(مرآۃ المناجیح کتاب الایمان ج 1 ص 169 اسلامک پبلیکیشنز)

اعلی حضرت کی تمام عبادات، معاملات، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا الغرض آپ کی ذات اتباع رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے جو دعائیں جن جن اوقات اور مقامات پر منقول ہیں آپ انھیں اوقات میں ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے کمال اتباع کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

چونکہ حضور حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ پسند ہے کہ ہر اچھے کام کی ابتدا دائیں طرف سے کی جائے۔ اس عاشق رسول نے عمل کر کے دکھایا ایک روز فجر کی نماز ادا کرنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ نمازیوں کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی تھیں کہ عین انتظار میں آپ جلدی جلدی مسجد کے اندر تشریف لائے اس وقت آپ کے ایک خادم قناعت علی نے ایک دوسرے ساتھی سید ایوب علی سے کہا کہ اب دیکھتے ہیں کہ اس جلدی کے اندر آپ دائیں کا خیال رکھتے ہیں یا نہیں۔ یعنی مسجد میں پہلے دایاں قدم رکھتے ہیں یا نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا مسجد کے پہلے زینے پر آپ کا پہلا قدم پڑا تو سیدھا پھر مسجد کے فرش پر پہلا قدم پڑا تو سیدھا صحن میں ایک صف بھی تھی اس پر پہلا قدم پڑا تو سیدھا پھر ہر صف پر جو پہلا قدم پڑا وہ

بھی سیدھا۔ پھر دالان میں پہلا قدم پڑا تو سیدھا حتیٰ کہ محراب میں جو پہلا قدم پڑا وہ بھی سیدھا تھا۔ اسی طرح ہر اچھے کام آپ سیدھے ہاتھ سے فرماتے تھے۔ اگر کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کوئی چیز لیتا تو آپ اسکو دینے سے ہاتھ روک لیا کرتے اور سیدھے ہاتھ سے لینے کا سبق دے کر عطا فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ خط وغیرہ لکھتے وقت جب (۷۸۶) لکھتے تو وہ بھی سیدھی طرف سے لکھتے تھے۔ حالانکہ اعداد تو عام طور پر بائیں طرف سے لکھے جاتے ہیں۔ تعویذ لکھتے وقت بھی خطوط سیدھی طرف سے کھینچتے تھے۔ سبحان اللہ اپنے محبوب کی محبوب اداؤں کا اتنا پاس وہی رکھ سکتا ہے جو سچا عاشق ہو اور جس کی نظر میں ادائے محبوب سے زیادہ کوئی شئے پیاری اور محبوب نہ ہو۔

(امام احمد رضا اور مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص 353 نوری فاؤنڈیشن)

(۲) سنت سے محبت:

آپ کی ذات مبارکہ سنت مصطفیٰ کی حقیقی معنی میں آئینہ دار تھی، آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا سب سنت کے مطابق ہوتا تھا۔ سنتوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار آپ کہیں دعوت پر بلائے گئے تھے، کھانا لگا دیا گیا۔ سب کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے کھانا شروع فرمانے کا انتظار تھا، آپ نے ککڑیوں کے تھال میں سے ایک قاش اٹھائی اور تناول فرمائی، پھر دوسری، پھر تیسری، اب دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی ککڑی کے تھال کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے، مگر آپ نے سب کو روک دیا اور فرمایا، ساری ککڑیاں میں کھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے سب ختم کر دیں، حاضرین متعجّب تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تو بہت کم غذا استعمال فرمانے والے ہیں، آج اتنی ساری ککڑیاں کیسے تناول فرما گئے لوگوں کے استفسار پر فرمایا: میں نے جب پہلی قاش کھائی تو وہ کڑوی تھی اس کے بعد دوسری اور تیسری بھی لہٰذا میں نے دوسروں کو روک دیا کہ ہو سکتا ہے کوئی صاحب لکڑی منہ میں ڈال کر کڑوی پا کر تھو تھو کرنا شروع کر دیں، چونکہ ککڑی کھانا میرے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اس لئے مجھے گوارا نہ ہوا کہ اس کو کھا کر کوئی تھو تھو کرے۔

(فیضان سنت ص 457 مکتبۃ المدینہ)

(۳) دیارِ محبوب:

سچی محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ محبوب کا دیار اس کا ملک اس کا شہر اس کی گلی اور اس کا گھر اس کو سارے جہاں سے اچھا و پیارا لگنے لگتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجنوں سے کسی نے پوچھا؛

پس کدامی شہر زانھا خوشتر است
گفت آن شہرے کے دروے دلبر است

یعنی: تجھے سب سے زیادہ کون سا شہر اچھا لگتا ہے تو اس نے کہا جس شہر میں میرا محبوب رہتا ہے، مجھے وہ شہر سب سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔ تو اس عاشق رسول کو بھی اپنے محبوب کا شہر مدینہ سب سے زیادہ پیارا تھا چونکہ محبوب یہاں قیامت تک کیلئے آرام فرماہیں اسلئے وہ اس کو تمام جہاں سے بھی حتی کہ مکہ معظمہ سے بھی زیادہ افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ کسی نے اعلی حضرت سے پوچھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے جبکہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے تو اس مکہ کا مدینہ سے افضل ہونا ثابت ہوا۔ تم یہ کیسے کہتے ہو کہ مدینہ مکہ مکرمہ سے بھی افضل ہے۔ اس عاشق نے اپنے عشق میں کئے ہوئے اس دعوے کو علم کی روشنی سے ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہا کا یہی مسلک اور مذہب ہے کہ مدینہ افضل ہے لہذا میرا بھی یہی مسلک ہے۔ اس کے علاوہ خود حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ "المدینۃ خیر لھم لو کانو یعلمون" مدینہ اس کیلئے بہتر ہے اگر وہ جانیں، دوسری حدیث میں توصر حتًا ہے کہ "المدینۃ افضل من المکۃ" کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے پھر فرمایا کہ جہاں تک تمہارے اعتراض کا تعلق ہے اور دونوں جگہ تفاوت ثواب کا معاملہ تو اس کا جواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت زیادہ ہے۔

یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر زیادہ جیسے یوں سمجھئے کہ لاکھ روپے زیادہ ہیں یا پچاس ہزار اشرفیاں ظاہر ہے کہ گنتی میں تو لاکھ روپے ہی زیادہ ہوں گے لیکن مالیت میں یہ اشرفیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں فرمایا کہ اس کے علاوہ میں ایک نیکی کا لاکھ نیکیاں، جیسے یوں ہی ایک گناہ کے لاکھ گناہ ہیں بلکہ وہاں تو گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب ہے جبکہ مدینہ منورہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب تو ہے لیکن گناہ کے ارادے پر عذاب نہیں، پھر ایک گناہ کرے تو ایک ہی گناہ کی سزا جبکہ ایک نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیوں کا ثواب، پھر فرمایا کہ عجب نہیں کہ حدیث مبارکہ میں خیر لھم (کہ تمہارے لئے مدینہ بہتر ہے) کے جو الفاظ آئے ہیں وہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(امام احمد رضا اور مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص 355 نوری فاؤنڈیشن)

(٤) سوتے ہوئے اسم محمد کی کیفیت اختیار کرنا:

یہ وہ سچا عاشق رسول (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) تھا جو عشق و محبت کی ہر منزل، ہر معیار اور ہر کسوٹی پر پورا اترتا تھا۔ اسکو اپنے محبوب کے نام سے اتنا پیار تھا کہ جب سوتا تھا تو اپنے جسم کو اس ہیئت میں کر لیتا کہ اس سے محبوب کا نام محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) بن جایا کرتا۔ اس کی استراحت بھی نام محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں تھی۔ آپ عشق کی اس منزل پر پہنچ گئے تھے جس کو عارف رومی نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

عشق آں شعلہ است کہ چون بر فروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

کہ عشق وہ آگ ہے جو ماسوائے محبوب کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اس کے قلب و دل پر سوائے محبوب کے اور کچھ نہیں رہتا۔

آپ نے اپنے اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک دن فرمایا کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو اس میں سے ایک ٹکڑے پر "لا الہ الا اللہ" اور دوسرے ٹکڑے پر "محمد رسول

اللہ " لکھا ہوا ملے گا۔

(امام احمد رضا اور مصطفٰی ﷺ ص 363 نوری فاؤنڈیشن)

اسکے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول کے اور بھی بہت سارے پہلو نمایاں طور پر ہمیں دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جو بیان سے فی الوقت باہر ہے۔

بلآخر آپ کو بار گاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عشق رسول کا بہترین صلہ ملا وہ یوں کہ 25 صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ رحمہ اللہ تعالی نے خواب میں خود کو دربار رسالت میں پایا۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام، دربار میں حاضر تھے لیکن مجلس میں خاموشی طاری تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بار گاہ رسالت میں عرض کی: حضور، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے ؟ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے عرض کی: حضور! احمد رضا کون ہیں ؟ ارشاد ہوا: ہندوستان میں " بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ رحمہ اللہ مولانا احمد رضا کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی شریف آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول کا اسی روز (یعنی 25 صفر المظفر کو) وصال ہو چکا تھا جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ "ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔"

(ملفوظات اعلی حضرت ص 35 مکتبۃ المدینہ)

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو

اللہ پاک ہمیں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول کا صدقہ عطا فرمائے اور ان کی سیرت کو پڑھ کر اس پر عمل پیراں ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعلیٰ حضرت کی کرامات

از قلم: **آفتاب عطاری المدنی**
(شاہجہانپور) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

اس کرہ ارضی پر اللہ تعالیٰ کی بہت ساری مخلوقات پائی جاتی ہیں۔ انہیں میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ مخلوق بھی ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتی ہیں انہیں محبوب مخلوق میں سے ایک محبوب شخصیت ہمارے آقا حضور سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں، اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا. جن کی تعریف و توصیف سے زمانہ گونج رہا ہے۔ آپ کے علم وفضل کی روشنی دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ چکی ہے۔ آج ہر گلی کوچہ میں، شہر وبستی میں بلکہ ہر ایک ملک میں آپ کے خداداد علم کا ذکر اور خدمت دین کا خوب خوب چرچا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح اپنے وقت کے عظیم عالم دین مفتی اسلام تھے اسی طرح آپ ایک کثیر الکرامات بزرگ اور بہت بڑے ولی اللہ بھی تھے۔

● امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

ایک دن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد کے سامنے تشریف فرما تھے عمر شریف اسوقت ساڑھے تین سال کی تھی. ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے۔ انہوں نے آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی آپ نے فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اس بزرگ ہستی کو کبھی نہیں دیکھا گیا نہ آپ نے بتایا کہ کون بزرگ تھے اور ان سے کیا گفتگو ہوئی۔

سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر سلطان الہند خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار شریف پر حاضری کے لئے جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اجمیر شریف جانے کے لئے رَیل گاڑی پر سُوار ہوئے، دورانِ سَفر جب ریل گاڑی پھلیرہ اسٹیشن پر پہنچی تو نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا

تھا، اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اپنے مریدین سے فرمایا: نمازِ مغرب کے لئے جماعت پلیٹ فارم پر ہی ادا کر لی جائے۔ چنانچہ چادریں بچھا دی گئیں، سب نے وُضُو کیا اور اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی امامت میں نمازِ مغرب ادا کرنے لگے۔ اتنے میں گاڑی چلنے کے لئے Whistle (وِسل) ہو گئی، اس کے باوُجُود آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اسی خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ ادھر ڈرائیور نے گاڑی چلانا چاہی مگر گاڑی کا انجن آگے کو نہ سرکتا تھا، ڈرائیور اور گارڈ سب پریشان ہو گئے کہ آخر گاڑی کیوں نہیں چل رہی، انجن کو ٹیسٹ کرنے کے لئے ڈرائیور نے گاڑی کو پیچھے کی طرف دھکیلا تو گاڑی پیچھے کی سمت چلنے لگی یعنی انجن بالکل ٹھیک تھا مگر یہی انجن جب آگے کی طرف چلایا جاتا تو نہ چلتا۔

اتنے میں اسٹیشن ماسٹر جو کہ انگریز تھا اور اس کا نام "رابرٹ" تھا، ساری صُورتِ حال دیکھنے کے لئے آگیا اور گارڈ سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انجن کیوں نہیں چل رہا؟ گارڈ نے کہا: سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ بزرگ جو نماز پڑھا رہے ہیں، کوئی بہت بڑے وَلِیُ الله ہیں، جب تک ان کی نماز نہیں ہو جائے گی، گاڑی نہیں چلے گی۔ اسٹیشن ماسٹر کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور وہ نمازیوں کی جماعت کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا، نماز میں اعلیٰ حضرت کا استغراق اور خشوع و خضوع دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا۔ اتنے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے نماز مکمل فرمائی اور دُعا مانگنے لگے۔ جب آپ دُعا سے فارغ ہوئے تو اسٹیشن ماسٹر نے عرض کی: حضرت! ذرا جلدی فرمائیے، یہ گاڑی آپ کی عبادت کے سبب چل نہیں رہی، اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: اِنْ شَآءَ الله! اب یہ گاڑی چلے گی۔ یہ فرما کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنے مریدِین کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور ساتھ ہی گاڑی نے چلنا شروع کر دیا۔ سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تو اجمیر شریف روانہ ہو گئے مگر اسٹیشن ماسٹر پر اس کرامت کا گہرا اَثَر ہوا اَور وہ اپنے اَہْلِ خانہ کے ساتھ اجمیر شریف حاضِر ہوا اَور سیدی اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پر ایمان قبول کر کے مسلمان ہو گیا۔

سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اس کا نام عبد القادر رکھا اور اسے سلسلۂ قادریہ میں داخِل کر کے اپنا مرید بھی بنا لیا۔ (فیضان اعلیٰ حضرت، صفحہ: 137)

نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں گورنمنٹ کا ملازم تھا، اتفاقاً میری ڈیوٹی بریلی شریف میں لگ گئی، یہ انگریزوں کا زمانہ تھا، میرے پیر صاحب کی جانب سے مجھے یہ نصیحت تھی کہ جہاں بھی جاؤ اُس علاقہ کے بزرگ کے پاس حاضری ضرور دو اور بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جیسے کمال بزرگ موجود تھے چنانچہ میں بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا تھا۔

حسبِ معمول میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو انگریز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ: ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔''

کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کیونکہ بنی اسرائیل کے پیغمبر تو جانوروں کی بولیاں تک سمجھتے تھے۔ آپ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے عالم ہیں، آپ میں کوئی ایسی صلاحیت ہے ؟

اتفاق سے اُس وقت دو کونجیں (ایک سائبیرین پرندہ جو سردی کے موسم میں ایشیاء کے علاقوں میں آتا ہے) اڑی چلی جا رہی تھیں، فرنگیوں نے کہا آپ یہ بتا دیں کہ وہ جو کونجیں اڑی چلی آرہی ہیں وہ ایک دوسری سے کیا باتیں کر رہی ہیں ؟

آپ نے فرمایا: میں تو سرورِ انبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ادنیٰ غلام ہوں اور عاجزی وانکساری ظاہر کی مگر انہوں نے اصرار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو سن لیجئے کہ وہ دونوں کونجیں یہ گفتگو کر رہی ہیں

اگلی پچھلی سے کہہ رہی ہے جلدی کرو، اندھیرا ہو رہا ہے، پچھلی نے اگلی کو جواب دیا ہے کہ جب ہم پچھلی وادی میں جلدی سے اتری تھیں، تو میرے بائیں پاؤں میں کانٹا چبھ گیا تھا اس لیے مجھ سے تیز نہیں اڑا جا رہا، تم آہستہ آہستہ چلو میں پورے زور سے چلتی ہوں تا کہ تمھارے ساتھ ساتھ رہ سکوں*۔

اُن فرنگیوں کے پاس اُس وقت بندوق تھی اور دونوں بڑے نشانے باز تھے ایک فرنگی نے فوراً نشانہ باندھا اور پچھلی کونج گر کر تڑپنے لگی اور انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعی کونج کے بائیں پاؤں میں کانٹا چبھا ہوا تھا۔

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ انگریز مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے حضور! واقعی دینِ اسلام سچا ہے۔
(گلستانِ اولیاء از محمد امیر سلطان چشتی مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد ص 50)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مریدہ جن کے شوہر ڈاک خانہ میں ملازم تھے غلط منی آرڈر تقسیم ہو جانے کے جرم میں سزا ہو گئی تھی الہ آباد میں اپیل دائر کی تھی فیصلے کی تاریخ سے چند یوم قبل وہ مریدہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور غرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل کثرت سے پڑھ ئے وہ چلی گئیں۔ درمیان میں کئی مرتبہ حاضر ہو کر عرض کرتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہی فرمادیا کرتے یہاں تک کہ فیصلہ کی تاریخ آگئی حاضر ہو کر عرض کی میاں آج تاریخ ہے آپ نے فرمایا بتا تو دیا پڑھے جاؤ اور اور کیا میں خدا سے لڑوں۔ وہ بی بی اتنا سنتے ہی ہی خفگی میں یہ کہتی ہوئی چل دیں کہ جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو کون سنے گا جب نے یہ کیفیت دیکھی فوراً آواز دی کہ پان تو کھا لو۔ کہا میاں میرے منھ میں ہے، پھر فرمایا غرض بمشکل پلٹیں۔ اور آکر زمین پر بیٹھ گئیں۔ آپ نے ہر چند فرمایا او پر بیٹھ جائیے مگر وہ اوپر نہ بیٹھیں آپ نے گھر میں سے پان منگوائے ان مریدہ سے کہا لیج ئے پان کھا لیجئے۔ وہ بولیں میاں میرے منھ میں ہے 'کئ بار کہنے پر جب پان نہ کھایا تو آپ نے خود پان میں چھالی ڈال کر ان کو دیا اور آہستہ فرمایا جھوٹ توگ ئے پان کھا لو۔ اب ان مریدہ نے خوش ہو کر کھا لیا اور گھر کی طرف چل دیں جب گھر کے قریب پہنچیں۔ بچے دوڑے تم کہاں تھیں تار والا ڈھونڈھتا پھر رہا ہے خوشی سے گھر گیئں تار لیا اور پڑھوایا معلوم ہوا کہ شوہر بری ہو گیا۔

جناب سید محمود جان صاحب کا کسی مریض زخم و آپریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گیئں اس وقت ان کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر ہوش میں نہ آئے جب اعلیٰ حضرت نے ان کا سر اپنے زانوئے

مبارک پر رکھ کر اپنا رومال ڈالا فوراً ہوش آ گیا آنکھیں کھول دیں اعلیٰ حضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھ کر جلد اٹھانا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اٹھا سکے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت فرماتے ہوئے فرمایا لیٹے رہیئے

بریلی شریف کے رہنے والے (ایک کوچوان) حیدر فٹن (بگھی) والے کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ قریبِ عصر اعلیٰ حضرت نے مجھے یاد فرمایا۔ میری گھوڑا گاڑی بالکل تھک گئی تھی مگر اعلیٰ حضرت کے یاد فرمانے کے بعد مجھے کچھ عرض کرنے کی جراء ت نہ ہوئی اور حاضرِ بارگاہ ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: چلو۔ (اور اُس میں تشریف فرما ہو گئے، گاڑی چل پڑی) غرض نینی تال روڈ پر گاڑی روانہ ہوئی۔ جب گاڑی لاری اسٹینڈ پر پہنچی فرمایا: پیلی بھیت والی سڑک پر چلنا ہے۔ غرض اُدھر گاڑی روانہ ہوئی، قریب ایک میل کی مسافت طے کی ہو گی کہ پیلی بھیت کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ (سبحان اللہ عزوجل)

اعلیٰ حضرت سیدھے آستانہء حضرت محمد شیر میاں صاحب پر تشریف لائے اور اُن سے دریافت فرمایا: کیسے یاد فرمایا؟ شاہ صاحب نے فرمایا: ابھی ابھی خیال ہوا کہ مولانا احمد رضا خان کی زبان سے نعت شریف سننا چاہیئے۔"

اعلیٰ حضرت نے حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام کے فضائل بیان کیے اس کے بعد بریلی واپس تشریف لے آئے۔ اور ابھی مغرب کا وقت نہیں ہوا تھا بریلی شریف آکر نمازِ مغرب ادا فرمائی۔ (یاد رہے! اعلیٰ حضرت عصر کی نماز حنفی اصول پر تاخیر سے ادا فرماتے تھے، لہٰذا عصر سے مغرب بہت کم وقت ہوتا تھا۔ یہ آپ کی کرامت ہے کہ مختصر وقت میں ایک گھوڑا گاڑی پر دوسرے شہر تشریف لے گئے اور وہاں پر بیان بھی فرمایا اور واپس تشریف لائے۔ اور دوسری کرامت یہ ہے کہ اُدھر حاجی محمد شیر میاں صاحب کے دل میں خیال گزرا اِدھر اعلیٰ حضرت کو خبر ہو گئی کہ جناب حاجی صاحب یاد فرماتے ہیں۔)

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور ص 886)

مفتی غلام سرور قادری رضوی صاحب اپنی کتاب ''الشاہ احمد رضا'' میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی ایک زندہ کرامت ''شیخ حبیب الرحمن'' کے نام سے آج بھی لاہور میں موجود ہے۔ شیخ حبیب الرحمن صاحب ''پراسیکیوٹنگ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس'' (حال متعیّن محکمہ انٹی کرپشن لاہور 1971) نے 11 اپریل 1971 کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے 51ویں عُرسِ مبارک کے موقع پر لاہور میں اعلیٰ حضرت کی یہ کرامت تقریر میں سُنائی جو اُن کی اپنی آپ بیتی ہے۔
محترم شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ 1920 کا واقعہ ہے، میرے دانت نکلنے کا زمانہ تھا، اُس وقت عمر تقریبًا ایک سال کی ہوگی، میرے والدین کے بیان کے مطابق میں اُس وقت بہت کمزور تھا، بخار کی زیادتی تھی، رفتہ رفتہ بیماری شدت پکڑ گئی اور نمونیہ ہو گیا، اور سانس بند ہو گیا، حتیٰ کہ میرے والدین نے مجھے مُردہ قرار دے دیا اور رضائی میں لپیٹ کر علیحدہ رکھ دیا۔ سب گھر والے میری موت کے صدمہ سے رو رو کر نڈھال ہو گئے، میں اُن کا اکلوتا بچہ تھا۔ میرے ماں باپ اعلیٰ حضرت کے زیرِ سایہ ایک قریبی مکان میں رہائش پذیر تھے۔

اعلیٰ حضرت کو بھی اس اَلم ناک واقعہ کا علم ہوا تو آپ غمگین ہوئے، علالت کی تفصیل دریافت فرمائی، چند تعویذ عطا فرمائے اور ہدایت فرمائی کہ ان کی دھونی بچہ کے ناک میں دی جائے۔
میرے ماں باپ کو چونکہ بے حد عقیدت تھی اس لیے اُنہوں نے حسبِ ارشاد تعمیل کی اور ساتھ ساتھ کفن دفن کی تیاریاں بھی ہو رہی تھیں کہ اچانک رضائی کے اندر سے میرے رونے کی آواز سنائی دی۔ والدہ صاحبہ نے دوڑ کر منہ سے رضائی ہٹائی تو حیران رہ گئی کہ میں دوبارہ زندہ ہو چکا تھا۔
ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ اعلیٰ حضرت کی دُعا کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت سے مجھ کو ایک مرتبہ پھر زندگی عطا فرمائی میری عمر اب پچاس سال سے کچھ زائد ہے مگر میں اب تک اعلیٰ حضرت کی برکتوں کا اثر اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔
(الشاہ احمد رضا از مفتی غلام سرور قادری مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال ص 180)

امام اہلسنت کی ایک زندہ جاوید کرامت جس کو ہم اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے بھی ہیں اور اس کو بڑھتے بھی ہیں، وہ کرامت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف فتاویٰ رضویہ شریف ہے، جس کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء کی عقلیں دنگ رہ گیئں ہیں اسی لئے تو حضرت شرف ملت اشرف مارہروی قادری فرماتے ہیں۔

منار قصر رضا بلند کافی ہے۔
تم اس کے ایک ہی زینہ پر چڑھ کے دکھلا دو
فتاویٰ رضویہ تو ایک کرامت ہے ۔
ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو۔

• یوں تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی بہت ساری کرامتیں ہیں یہاں ہم اتنے پر ہی اختصار کرتے ہیں۔ مزید کرامات واوصاف، اور آپ زندگی کو مکمل پڑھنے کے لیے "حیات اعلی حضرت" کا مطالعہ فرمائیں۔

• اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعلی حضرت کے فیضان سے سرفراز فرمائے آمین

اعلی حضرت کی بے مثال شاعری

ازقلم: **حسین رضا اشرفی المدنی**
(گورکھپور) تخصص فی الفقہ دعوت اسلامی

میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنی مسجد سے کانوں میں رس گھولنے والا، دلوں کو چھو جانے والا سلام سنا:

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جب کچھ بڑا ہوا، شعور میں کچھ بیداری آئی تو پتا چلا کہ یہ پیارا پیارا سلام اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے، جو کہ ایک عاشق رسول اور عالم دین تھے۔
پھر مزید شعور کی پختگی کے بعد جب علماء کرام کی صحبت سے مشرف ہوا اور کتب بینی کا شرف حاصل ہوا تو معلوم ہوا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک عاشق رسول ہی نہیں تھے بلکہ عاشقوں کے امام تھے، صرف ایک عالم ہی نہیں تھے بلکہ علماء کے سردار تھے، یہی نہیں بلکہ آپ مفتی، محدث، مفسر، کہنہ مشق شاعر اور اپنے زمانے کے مجدد بھی تھے، ان اوصاف کو پڑھنے کے بعد میرا دل اس ہستی کی طرف مزید مائل ہو گیا جس کا لکھا ہوا مشہور زمانہ سلام بچپن سے سنتے اور گنگناتے چلے آئیں ہیں۔ اور میں نے ان کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کو پڑھنا شروع کر دیا، حدائق بخشش کو پڑھنا شروع کیا ہی تھا کہ میری عقل دنگ رہ گئی کہ اعلیٰ حضرت کے تو ہر ہر شعر سے ہی عشق رسول جھلک رہا ہے، آپ کے ایک ایک لفظ سے محبت محبوب میں اضافہ ہو رہا ہے، آپ کا تو ہر کلام قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح ہے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ میرے استاد محترم ماہر جزئیات مفتی وسیم اکرم رضوی مصباحی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ حدائق بخشش فقط نعتیہ دیوان کا نام نہیں بلکہ یہ عقیدے کی ایک بہترین کتاب ہے۔

اور واللہ العظیم استاد محترم نے حق فرمایا۔

آئیے اپنے دعوے کے ثبوت میں "حدائق بخشش" کے نو حروف کی نسبت سے آپ کے سامنے نواشعار پیش کرتا ہوں جن میں اعلی حضرت نے قرآن و حدیث کی ترجمانی کرتے ہوے پیارے آقا علیہ السلام اور آپ کے آل واصحاب کی مدح سرائی کی ہے۔

1۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ اپنے مشہور نعتیہ کلام "عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی" کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اس شعر کے پہلے مصرعے میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا جس میں صحابہ کرام کے نجوم ہدایت ہونے کا تذکرہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اهتدیتم" ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی بھی پیروی کروگے راہ پاجاؤ گے

(الشریعۃ للآجری، ج:4، صفحہ:1690، مطبوعہ دار الوطن الریاض)

اور دوسرے مصرعے میں اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نجات کی کشتی ہونے کا تذکرہ ہے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إنما مثل أهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوح، من ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك"

ترجمہ: تمھارے درمیان میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا نجات پاگیا اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوگیا۔

(کنزالعمال، ج:12، صفحہ:98، حدیث نمبر:34169، مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ)

2۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ اپنے کلام "وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا" کے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا۔

اس شعر کے ضمن میں اس حدیث کا ذکر جمیل ہے جس میں جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مشرق و مغرب الٹ پلٹ کر دیکھا مگر آپ جیسا کسی کو نہ پایا.

المعجم الاوسط، شرح اصول اعتقاد اهل السنة لللالكائی، ذخائر العقبى فى مناقب ذوى القربى للمحب الطبرى، دلائل النبوة، فضائل الصحابه، الخصائص الكبرىٰ، الاعتقاد للبيهقى، الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ میں ھے، واللفظ للآخر: قال لى جبريل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد ولم اجد بنى اب افضل من بنى هاشم۔

"ترجمہ: مجھ سے جبریل نے عرض کی میں نے زمین کے مشرق و مغرب پلٹ کر دیکھا مگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی کو نہ پایا اور نہ ہی کسی خاندان کو بنی ہاشم سے بہتر پایا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمنى، القسم الاول، الباب الثالث، الفصل الاول، ج:۱، صفحه: ۱۶۶، مطبوعة دار الفكر)

3۔ امام الکلام سید العلماء والاعلام مجدد اعظم اعلی حضرت علیہ الرحمۃ اپنے کلام "بھینی سُہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے" میں یہ شعر لکھتے ہیں:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے۔

اس شعر میں فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں روزانہ صبح ستر ہزار ملائکہ حاضری دیتے ہیں اور درود و سلام عرض کرتے ہیں، اور روزانہ شام کو ستر ہزار ملائکہ حاضر خدمت ہو کر درود و سلام عرض کرتے ہیں۔

صاحب مشکوٰۃ علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

قال كعب: ما من يوم يطلع إلا نزل سبعون ألفا من الملائكة حتى يحفوا بقبر رسول الله صلى الله عليه وسلم يضربون بأجنحتهم ويصلون على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى إذا أمسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه.

ترجمہ: حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ روزانہ صبح کے وقت 70 ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں جو رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی قبرانور کو گھیر لیتے، اس کے ساتھ اپنے پر لگاتے اور بارگاہِ رسالت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو یہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور 70 ہزار مزید فرشتے حاضر ہو کر اسی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ روز قیامت رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم 70 ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں قبرِانور سے باہر تشریف لائیں گے۔

(مشکاۃ المصابیح، ج:3، صفحہ:1678، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

4)اسی کلام میں آپ لکھتے ہیں:

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے۔

اس شعر میں اس روایت کا تذکرہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے: جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں ہی مرے کیوں کہ مدینہ میں مرنے والے کی میں شفاعت کروں گا۔

ترمذی شریف میں ہے:

من استطاع أن يموت بالمدينة فليمت بها، فإني أشفع لمن يموت بها۔

جس کو مدینہ میں مرنے کی استطاعت ہو اسے چاہیے کہ مدینہ میں مرے کیوں کہ مدینہ میں مرنے والوں کی میں شفاعت کروں گا۔

(سنن الترمذي ت شاکر، ج:5، صفحہ:719، حدیث نمبر:3917)

5)عاشقوں کے امام اپنے کلام "شکر خدا کہ آج گھڑی اُس سفر کی ہے" میں لکھتے ہیں:

بے اُن کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

اس شعر میں ایک حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جو بھی دوں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دوں گا۔

کنزالعمال کی حدیث ہے:

لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم من نور طول القلم ما بين المشرق والمغرب: لا إله إلا الله، محمد رسول الله، به آخذ وبه أعطي، وأمته أفضل الأمم وأفضلها أبو بكر الصديق.

ترجمہ: جب اللہ تعالی نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں۔

(کنزالعمال، ج:11، صفحہ:549، حدیث نمبر:32581، مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ لبنان)

6)سیدی اعلی حضرت مجدد دین وملت لکھتے ہیں:

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

اس شعر میں اعلی حضرت نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ سے بھی گزرتے وہ راستہ معطر معطر ہو جاتا حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی خوشبو سے پہچان لیتے کہ آپ کا یہاں سے گزر ہوا ہے۔

امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا مر فى طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا الطريق۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزرتے تو لوگ آپ کی خوشبو کو محسوس کرتے اور کہتے کہ اس راستے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزار ہوا ہے

(الخصائص الکبری، ج:1، ص:115، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

7)ایک شعر میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس شعر میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عرش پر بٹھائے گا، اور یہ فضیلت کتب تفسیر و حدیث سے ثابت ہے۔

عن مجاهد رضي الله عنه في قوله: {عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا} قال: يجلسه معه على عرشه.

ترجمہ: امام مجاھد سے اس آیت کریمہ "قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں" کے تحت مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عرش پر بٹھائے گا اور خود بھی تجلی فرمائے گا۔

(الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ج:5، صفحہ:328، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابو بکر احمد بن خلال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام مجاھد رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اس بات کو اپنی کتاب "السنة" ج:1، صفحہ:214 پر نقل کیا۔

8)امام اہلسنت نے اپنے کلام "سچی بات سکھاتے یہ ہیں" میں فرمایا:

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کُل کہلاتے یہ ہیں

اس شعر میں آپ نے اس حدیث پاک کی طرف اشارہ فرمایا:

وإني أعطيت مفاتيح خزائن الأرض.

ترجمہ: مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی۔

(صحیح البخاري، ج:5، صفحہ:103، حدیث نمبر:4085، مطبوعہ دار طوق النجاة)

[9] اپنے مشہور زمانہ کلام "عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی" میں یوں شان مصطفیٰ بیان کی:

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس شعر میں اس حدیث جلیل کی طرف اشارہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل بروز قیامت ابراھیم علیہ السلام بھی میرے حاجت مند ہوں گے۔

اللهم اغفر لأمتي، اللهم اغفر لأمتي، وأخرت الثالثة ليوم يرغب إلى الخلق كلهم، حتى إبراهيم۔

ترجمہ: میں نے کہا اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما اور تیسری دعا اس دن کے لیے موخر کر دی جس دن تمام مخلوق میری طرف رغبت کرے گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

[الصحیح للمسلم، ج:1، صفحہ:561، حدیث نمبر:820، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

اے عاشقان اعلیٰ حضرت یہ چند مثالیں تو بطور نمونہ پیش کی گئی، حق تو یہ کہ اگر اہل علم حضرات اس موضوع پر قلم اٹھائیں تو کئی جلدوں کی کتاب منظر عام پر آجائیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حدائق بخشش امام الکلام کے کلاموں کا مجموعہ ہے۔

اعلی حضرت ایک عظیم سائنس دان

از قلم: **احمد نواز عطاری** (مبارک پور اعظم گڑھ)

درجہ دورہ حدیث جامعۃ المدینہ (شاہجہان پور)

آج ہم بات کریں گے، اس عظیم مسلم سائنس داں کی جس نے غیر مسلم سائنس دانوں کے باطل نظریہ کا قلع قمع کر دیا اور جب بھی سائنس کے ذریعے اسلام مخالف بات کہنے کی کوشش کی گئی تو اس مرد قلندر نے نہ صرف قرآن و حدیث سے بلکہ سائنٹفک دلائل سے بھی ان کا منہ توڑ جواب دے کر اسلام کا دفاع کیا۔

میرے اس دعوے کا منہ بولتا ثبوت یہ تحریر ہے کہ ۱۵۳۰ء تک دنیا کے تمام سائنس دان زمین کے ساکن ہونے کے قائل تھے مگر اس کے بعد کوپرنیکس نامی سائنس دان نے حرکت زمین کا نظریہ پیش کیا، یہ نظریہ اتنا مقبول ہوا کہ نیوٹن، ابوریحان یہاں تک کی البرٹ آئنسٹائن جیسے نامور سائنس دانوں نے بھی چند فاسد دلائل کی وجہ سے اس نظریہ کو قبول کر لیا۔ (زمین ساکن ہے، ص۵)

لاکھوں سلام ہو اس مرد مجاہد مسلم سائنس داں پر کہ جب اس سے حرکت زمین کے نظریہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو چوں کہ یہ نظریہ قرآن و حدیث کے خلاف تھا لہذا اس باکمال مفکر اعظم نے، ان سائنس دانوں کے نظریہ کا رد انہیں کے اصولوں کے مطابق سائنسی طرز پر کیا اور اپنی کتاب فوز مبین میں ۱۰ قرآنی آیات اور ۱۰۵ سائنسی دلائل کے ذریعے ثابت کر دیا کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔

کچھ دلائل آپ خود بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ زمین اگر متحرک ہوتی تو ہمیں حرکت کرتی معلوم ہوتی اور پانی تو زمین سے بھی لطیف تر ہے تو اس کے اجزاء میں تلاطم و اضطراب اور سخت ہوتا۔

۲۔ آدمی جب تیز ہوا میں اس کے سامنے آئے گا تو ہوا کو اپنی مدافعت کرتا پائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

۳۔ بھاری پتھر اوپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے اگر زمین مشرق کو متحرک ہو تو وہ مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر پتھر اوپر گیا اور آیا اتنی دیر میں وہ زمین کی حرکت کے سبب مشرق کو چلی گئی۔ تو ماننا پڑے گا کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔
(سلسلہ رسائل فتاویٰ رضویہ، ج ۲۷)

اسی طرح سے امریکی پروفیسر البرٹ نے 17 دسمبر 1919ء کو ایک ہولناک پیشن گوئی کی کہ عطارد، مریخ، زہرہ، مشتری، زحل اور نیپچون قران میں ہوں گے اور سورج ان 6 ستاروں کے مقابل میں آجائے گا اور یہ ستارے، سورج کو اپنی قوت سے کھینچیں گے۔ ان ستاروں کی لہریں سورج میں سوراخ کر دیں گی۔ پروفیسر البرٹ کا دعویٰ تھا کہ سورج کا یہ داغ 17 دسمبر کو ظاہر ہوگا۔ جس سے سخت طوفان اور بڑے بڑے زلزلے ہوں گے، یہ وحشتناک خبر سن کر دنیا بھر میں ہلچل مچ گئی۔ چوں کہ یہ نظریہ ذاتی رائے پر مبنی اور اسلام مخالف تھا، اس لیے قلم امام احمد رضا خان حرکت میں آیا، اور علم و حکمت کے وہ گل بوٹے کھلائے کہ قیامت تک آپ کا نام ایک عظیم سائنس دان کے طور پر باقی رہے گا، آپ نے نہ صرف قرآن سے بلکہ جدید سائنس سے دلیل دے کر البرٹ کی پیشن گوئی کی دھجیاں اڑادی۔ اور دنیا کو بتا دیا کہ ساری دنیا کے سائنس دان کی تحقیق ایک طرف اور قرآن کے اصول اور مسلم سائنس داں کی تحقیق ایک طرف۔)(امام احمد رضا اور سائنسی تحقیق، ص ۴۷)

اب میرے دعوے کا تیسرا ثبوت ملاحظہ کریں، آپ جانتے ہوں گے کہ پانی کے بارے میں سائنس دانوں کا مختلف نظریہ ہے۔ جس میں سے ایک نظریہ یہ بھی ہے اور فزکس کے طالب علم کو بھی یہی پڑھایا جاتا ہے کہ پانی کا کوئی رنگ نہیں ہوتا ہے۔ امام اہلسنت نے نہ صرف اس نظریہ کا بالغ رد کیا بلکہ اپنے نظریہ کو حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی و سائنسی دلائل سے بھی ثابت کیا کہ پانی بے رنگ نہیں بلکہ اس کا اپنا رنگ ہے اور عقلی دلیل دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: یہ اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ عادتاً کسی دنیاوی چیز کو دیکھنے کے لیے اس کا ذی لون ہونا شرط ہے اور جو بے لون ہوا سے دیکھا نہیں جاسکتا اب اگر

پانی کو بے لون مانا جائے تو لازم آئے گا کہ پانی کو بھی نہ دیکھا جا سکے جب کی ایسا نہیں ہے تو ثابت ہو گیا کہ پانی میں کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہوتا ہے۔(پانی اور تحقیقات رضویہ، ص۱۱)

اتنا پڑھ لینے کے بعد اب ایک انصاف پسند قاری کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ موصوف جن کو دنیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام سے جانتی ہے مسلمانوں کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہمہ جہت سائنس داں بھی ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ آج نہیں تو کل جب سائنس اور ترقی کر لے گی تو دنیا جان جائے گی کہ امام احمد رضا خان کا نظریہ ہی درست ہے کیوں کہ امام کے نظریہ کی بنیاد قرآن و حدیث کے اصول پر ہے جبکہ غیر مسلم سائنس دانوں کی بنیاد ان کی عقول پر ہے۔ اور عقلیں بارہاں ٹھوکر کھاتی ہیں جیسا کہ اوپر آپ نے سورج میں سوراخ والی تحقیق پڑھی۔ اللہ پاک ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہارِ تحریر-عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذانِ بلال اور سورج کا نکلنا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشقِ مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشقِ مجازی کے تعلق سے ہیں، عشقِ مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!-عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شبِ معراج غوث پاک-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شبِ معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شبِ معراج نعلین عرش پر-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقارِ ملت-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاویٰ کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاویٰ ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10)مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11)غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12)اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علماے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13)چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14)بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15)سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16)حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17)عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18)ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19)آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا

ہے، اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20) قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21) محرم میں نکاح-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22) روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23) روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24) بریک اپ کے بعد کیا کریں؟-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25) ایک نکاح ایسا بھی-عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے، ایک نکاح کی کہانی، اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے، ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26) کافر سے سود-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟ اور ساتھ ہی لون، بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علمائے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27) میں خان تو انصاری-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں قوم، ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28) روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے، اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں، اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29) جرمانہ-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30)لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ ؟-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط و تفریط کے شکار ہیں۔

(31)تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام-عرفان بر کاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32)اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)-عرفان بر کاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

(33)کلام عبید رضا-عبد مصطفی آفیشل

یہ الحاج اویس رضا قادری پاکستانی کے کلام کا مجموعہ ہے۔

(34)مسائل شریعت (جلد 1)-سید محمد سکندر وارثی

اس کتاب میں تقریباً سات سو سوال جواب ہیں۔روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کثرت سے موجود ہیں۔فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(35)اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا–مولانا حسن نوری گونڈوی

یہ مختصر سا رسالہ ایک اہم پیغام پر مشتمل ہے کہ علما و عوام سب کو چاہیے کہ لاعلمی کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں علم نہ ہو وہاں تکلف کر کے جواب نہ دیتے ہوئے کہہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

(36)سفرنامہ بلاد خمسہ–عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سفرنامہ ہے، ہندستان کے پانچ بلاد کے سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔اس کے مطالعے سے جہاں آپ پانچ بلاد کے متعلق معلومات حاصل کریں گے وہیں کئی علمی نکات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(37)منصور حلاج۔عبد مصطفی آفیشل

یہ مختصر سا رسالہ حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ کے حالات پر ہے جس میں علمائے اہل سنت کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے اور حضرت منصور حلاج کے بارے میں رکھے جانے والے نظریات کو پیش کر کے جائزہ لیا گیا ہے۔

(38)مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں

اس رسالے میں علامہ وقار رضا القادری المدنی سلمہ الباری نے امام احمد بن حنبل کے صحابہ کرام کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

(39)مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔مولانا محمد ثقلین ترابی نوری، مولانا محمد سلیم رضوی

یہ کتاب شہزادۂ اعلی حضرت، حضور مفتی اعظم ہند کی سیرت اور کردار پر لکھا گیا ہے۔

(40)سفرنامہ عرب۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہ مفتی خالد ایوب مصباحی کا ملک عرب کے سفر کے دوران لکھا گیا سفرنامہ ہے۔

(41)تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد

مختلف موضوعات پر مشتمل یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔اس کتاب کو سیکڑوں کتابوں کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے۔یہ اصل میں علامہ لقمان شاہد صاحب کی فیس بک پر تقریباً 8 سال کی گئی پوسٹوں کا مجموعہ ہے۔

(42)من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی

یہ رسالہ مشہور روایت "من سب نبیا فاقتلوہ" کی تحقیق پر لکھا گیا ہے جس میں اس روایت کی سند پر تحقیقی کلام کیا گیا ہے۔

(43)ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

اس رسالے میں ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔اس قدر کتابیں ڈاکٹر صاحب نے نہیں لکھی ہیں بلکہ دوسروں کی محنتوں کو اپنے نام کیا ہے۔

(44)فرضی قبریں۔عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں علمائے اہل سنت کے 20 سے زائد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرضی قبریں، مزارات وغیرہ بنانا اور ان کے ساتھ اصل جیسے معاملات کرنا حرام ہے۔

(45)سنی کون؟ وہابی کون؟۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ بہت عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سنی اور وہابی کے درمیان اصل اختلاف کی نوعیت ہر کوئی سمجھ سکے۔

(46)علم نور ہے۔محمد شعیب جلالی عطاری

اس میں علم دین کے فضائل، علم کے حصول اور علم دین کے فروغ کے حوالے سے قرآن و سنت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

(47)یہ بھی ضروری ہے۔محمد حاشر عطاری

یہ رسالہ تبلیغ دین کی اہمیت پر لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ "یہ (تبلیغ دین) بھی ضروری ہے"

(48)مومن ہو نہیں سکتا۔فہیم جیلانی مصباحی

یہ رسالہ تین حدیثوں کی شرح پر مشتمل ہے جو ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا...الخ"

(49)جہان حکمت۔محمد سلیم رضوی

یہ کتاب اولیائے کرام کے اقوال پر مشتمل ہے۔کئی کتابوں میں سے منتخب اقوال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔جذبے کو بیدار کرنے کے لیے اور کئی امور میں ان اقوال کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(50)ماہ صفر کی تحقیق ۔ مولانا محمد نیاز عطاری

اس رسالے میں ماہ صفر کے حوالے سے جو غلط فہمیاں عام ہیں ان کی اصلاح کی گئی ہے ۔

(51)فضائل و مناقب امام حسین ۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی

اس کتاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ میں واقعۂ کربلا پر بھی بیان موجود ہے ۔

(52)شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر ۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ، تشریح اور تخریج ابو حامد عمران رضا عطاری المدنی نے کی ہے ۔

(53)تحریرات بلال ۔ مولانا محمد بلال ناصر

یہ کتاب مولانا محمد بلال ناصر کی تحریروں کا مجموعہ ہے ۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے ۔

(54)معارف اعلی حضرت (یہ کتاب)

اس کتاب میں کئی لکھاری حضرات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے ۔ اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کی سیرت اور ان کے اوصاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے ۔

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

TO DONATE :

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm 9102520764

OUR DEPARTMENTS:

enikah
E NIKAH MATRIMONIAL SERVICE

SABIYA
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

BOOKS
ROMAN BOOKS

PS graphics
PURE SUNNI GRAPHICS
GRAPHIC DESIGNING DEPARTMENT

ACAG MOVEMENT
TO CONNECT AHLE SUNNAT



/abdemustafaofficial

for more details WhatsApp on **+919102520764**

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 240+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**

info@abdemustafa.in

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah E NIKAH MATRIMONY SERVICE

BOOKS ROMAN BOOKS

NIKAH AGAIN SERVICE

POWERED BY:

AMO

ABDE MUSTAFA OFFICIAL